اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / ستراہواں اجلاس (آٹھویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 29/ستمبر 2025ء بمطابق ۵/ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	توجہ دلاؤ نوٹس۔	11
4	رخصت کی درخواستیں۔	12
5	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	14
6	مشترکہ قرارداد نمبر 23۔	16
7	قرارداد نمبر 63۔	27

جلد 17 ☆☆☆ شمارہ 08

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ 29 ستمبر 2025ء بمطابق ۵ ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ۔

بوقت شام 3 بجکر 35 منٹ پر زیرِ صدارت جناب رحمت علی صالح بلوچ، چیئرمین،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. السلام علیکم!

کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۙ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ﴿۴۴﴾

پارہ نمبر ۲۲ سُوْرَۃُ الاحزاب آیات نمبر ۴۱ تا ۴۴

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد۔ اور پاکی بولتے رہو اُس کی صبح اور شام۔ وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اُس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اُجالے میں اور رہے ایمان والوں پر مہربان۔ دعا ان کی جس دن اُس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ثواب عزت کا۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم۔

☆☆☆

جناب چیئر مین: جَزَاکَ اللّٰہ۔ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔جی اصغر ترین صاحب۔

حاجی اصغر علی ترین: مَیں جمعیت علماء اسلام کے سینئر اور مرکزی راہنما سینیٹر عبدالشکور خان کو بلوچستان اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب چیئر مین: thank you. مَیں پورے ہاؤس کی طرف سے سینیٹر عبدالشکور خان اچکزئی صاحب کی اسمبلی میں موجودگی اور وِزِٹ پر خوش انہیں آمدید کہتا ہوں۔

جناب چیئر مین: وقفہ سوالات۔

چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کی جانب سے سوال نمبر 18، سوال نمبر 20، سوال نمبر 28 کی بابت جوابات اسمبلی سیکریٹریٹ کو بروقت موصول نہیں ہوئے تھے جو آج مورخہ 29 ستمبر 2025ء کو موصول ہوئے ہیں۔ جو محرکین کے سامنے ٹیبل کر دیئے گئے ہیں۔تو لہٰذا حاجی زابد ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 18 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب سپیکر صاحب! یہ ابھی اُنہوں نے پلندہ رکھا ہوا ہے دیکھیں اور یہاں دیا ہے جواب موصول نہیں ہوا ہے۔تو اِس کو پڑھنے پر آپ کو خود پتہ ہے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب چیئر مین: مطلب آپ نے اِس پر تیاری نہیں کی ہے۔

میر زابد علی ریکی: نہیں کی ہے جناب اسپیکر صاحب! اس میں اسے ابھی لا کے میرے سامنے رکھا ہوا ہے۔

جناب چیئر مین: جی جی۔

میر زابد علی ریکی: یہ پرانا question تھا اور میں نے اس کو با قاعدہ بار بار دیا ہے تو ابھی اس نے میرے خیال دیا ہوا ہے 29-9-2025 آج میرے خیال سے یہ لایا ہوا ہے، وہ بھی ایک question ہے دوسرا question جو 20 ہے اُس کا بھی میرے خیال سے جواب نہیں آیا ہے جناب سپیکر صاحب۔

جناب چیئر مین: جی ہاں مَیں نے کہہ دیا ہے یہ سوال نمبر 18، سوال نمبر 20، سوال نمبر 28 کے جوابات ٹیبل کر دیئے گئے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: جی ہاں سر۔

جناب چیئر مین: آپ کے سامنے پڑے ہوئے ہیں آپ دیکھ لیں، اگر آپ کی تیاری نہیں ہے اِس پر، your advise اگر آپ تجویز دیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! اس میں صرف ایک کا جواب آیا ہے باقیوں کے جوابات نہیں آئے ہیں، سوال نمبر 20

کا بھی نہیں ہے اور باقیوں کا بھی نہیں ہے جناب سپیکر۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: منسٹر پی اینڈ ڈی۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: اِس طرح ہوا ہے کہ جب مَیں نے اپنے اسٹاف سے پوچھا اور پھر ڈیپارٹمنٹ سے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے بروقت جواب بھیج دیئے ہیں۔اب چونکہ مَیں نے جب ایجنڈ ا دیکھا کہ اس میں لکھا ہوا تھا یہ ''جواب موصول نہیں ہوا ہے''۔تو پھر میں نے دوبارہ ان سے کہا کہ اگر نہیں ہوا ہے تو فوراً اس کا جواب بنا کے اسمبلی بھیج دیں۔اگر یہ جو جوابات تھے محرک مطمئن ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے، اگر نہیں ہوتے ہیں تو ڈیفر کریں اور پھر اگلی دفعہ اُن کو تفصیلاً جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب دیکھیں! جو بھی سوال ہوتا ہے جو محرک لاتا ہے یا آنرایبل ممبر میرے خیال میں اس پر اُس کو پھر جواب پڑھ کے تیاری کے ساتھ آنا چاہیے۔جب ابھی سوال اگر جواب ٹیبل ہوئے ہیں تو اُن کی تیاری ہی نہیں ہے۔میرے خیال میں یہ سارے questions defer کرتے ہیں next session تک۔سوال نمبر 18، سوال نمبر 20 اور سوال نمبر 28 کو next session تک ڈیفر کیا جاتا ہے تاکہ معزز رکن یا اراکین اپنی تیاری کے ساتھ آجائیں جو جوابات موصول ہوئے تھے۔

محکمہ بی سی ڈی اے کی جانب سے سوال نمبر 109، جواب اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہوا تھا۔اس پر محکمہ بی سی ڈی اے نے آج مورخہ 29 ستمبر 2025ء کو فریش جواب جمع کرایا ہے جو کہ محرک کے سامنے ٹیبل کر دیا گیا ہے لہٰذا مولانا ہدایت رحمٰن صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 109 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم سوال نمبر 109۔

جناب چیئرمین: جی minister cuncerned نہیں آئے ہیں۔منسٹر فشریز۔آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں حاجی صاحب۔مولانا صاحب! آپ دوبارہ سوال نمبر پکاریں منسٹر صاحب آگئے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سوال نمبر 109

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: جواب دیا گیا ہے سر! اِن کو پہلے سے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے مولانا صاحب۔

☆**109** **مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ، رُکن اسمبلی:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 25 ستمبر 2024ء۔</u>

کیا وزیر بی سی ڈی اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، ضلع گوادر میں محکمہ بی سی ڈی اے کی جاری پروجیکٹس کی

مکمل تفصیل دی جائے۔

وزیر بی سی ڈی اے: جواب موصول ہونے کی تاریخ 16 اکتوبر 2024ء۔

جواب کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی جناب چیئرمین! اِس میں جو ہے، سی ایم صاحب بھی موجود ہیں، یہ ہمارا ساحل ہے بلوچستان کے کچھ پروجیکٹس ہیں، 2020ء سے ہیں 2021ء سے ہیں 2022ء سے ہیں، اِس میں ہمارے کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں کسی جگہ 61 فیصد، کسی جگہ 73 فیصد، کسی جگہ 36 فیصد، ابھی روک دیئے گئے ہیں اب اتنے پیسے ہماری قوم کے وسائل خرچ ہو چکے ہیں۔ گوادر ہے، پسنی کے ریزورٹ ہیں، اور ماڑہ کے، جیونی کے، پسنی کے، گوادر کے، ساحلی پارک کے تین، اور ماڑہ میں، جیونی میں، گوادر میں، اِسی طرح ماسٹر پلان ہے پوری ساحلی پٹی کی اِس پر 73 فیصد خرچ ہو چکے ہیں آپ خود اندازہ لگائیں اِتنا پیسہ خرچ ہونے کے باوجود بھی رک چکے ہیں۔ یہ پیسے ابھی سال بہ سال بڑھتے جائیں گے، مہنگائی بڑھتی جائے گی، پھر قوم کے وسائل خرچ ہوں گے۔ اِس میں ہمیں جواب یہ دیا گیا ہے کہ تمام اسکیمات کے فنڈز روک دیئے گئے ہیں۔ اور تمام اسکیمات پر 60 فیصد، 73 فیصد کام بھی ہوا ہے اور کام روک بھی دیا گیا ہے تو یہ اتنا خرچ کیوں کیا گیا ہے یہ قوم کے وسائل نہیں ہیں کیا؟ یہ قوم کے پیسے نہیں ہیں کیا؟ کام کیوں روک دیا گیا ہے؟ تو اِس پہ صوبہ کابینہ کے لیے غور کے لیئے بھیج دیا جائے گا۔ تو سی ایم صاحب سے گزارش ہے کہ اِتنا بڑا کام ہوا ہے تو اس کو مکمل کر دیں ہمارے ساحل کی خوبصورتی ہے، ہمارے گوادر، پسنی، جیونی، اور ماڑہ، کُنڈ ملیر، اللہ پاک نے اِتنے خوبصورت جگہے بنائے ہیں، تو اِس کو ہم بنالیں انشاءاللہ سیر و سیاحت کے لئے ہماری اچھی جگہے ہیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! جی وجہ کیا ہے کہ ایک کام پر 60 فیصد یا 70 فیصد پیسہ خرچ ہوا ہے اور اُن on going اسکیموں کو روکنا اُس علاقے کے لوگوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہے کیا آپ اس کی وضاحت دیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟ مائیک آن کریں منسٹر فشریز کا۔

جناب برکت علی رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ): ابھی اِس میں ہم نے کام، یہ پہلے تقریباً پندرہ بیس سال سے یہ سارے کام بند تھے، یہ بھی ہم نے شروع کیے تھے تقریباً 2024ء میں ہم نے یہ کام شروع کیے تھے یہ کام تقریباً ستر فیصد، اَسی فیصد، ساٹھ فیصد کام ہوئے ہیں۔ اِس سال فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام رُکا ہوا ہے۔ اگر فنڈز مل جائیں انشاءاللہ کام جاری رہے گا۔ اِس وجہ سے کام ہمارا تمام جگہوں پر جاری تھا، کُنڈ ملیر سے لیکر، گڈانی سے لیکر، جیونی، اور ماڑہ، پسنی تمام جگہوں میں ہم نے کام شروع کروایا تھا یہ پچھلے بیس پچیس سال سے بند تھے

تقریباً ساٹھ، ستر پرسنٹ کام ہوا ہے۔ فنڈ زنہ ہونے کی وجہ سے اس سال کام رُکا ہوا ہے، جو اُنہوں نے فنڈ روک دیئے ہیں ہمارے اس وجہ سے تھوڑا۔

جناب چیئرمین: مطلب آپ تھوڑی وضاحت کریں کہ اس میں یہ صرف BCDA پسنی کے ہیں یا باقی کون کون سے areas ہیں؟ آپ accurate مجھے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: accurate یہ ہے گڈانی ہے، گُنڈ ملیر ہے، اور ماڑہ ہے، جیونی ہے، پسنی ہے یہ سارے علاقے۔

جناب چیئرمین: سارے 70% پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: وہاں 70%,80% کام ہوئے ہیں۔ جتنے ہم نے اُدھر، ہمارے پاس اِسکی ویڈیو بھی ہے اگر مولانا صاحب ویڈیو دیکھنا چاہتے ہیں تو دیکھیں، جتنے بنے ہوئے ہیں سب کی تصویر دے سکتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر پی اینڈ ڈی پلیز۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): جناب! اِس طرح ہے کہ بلوچستان میں بہت ساری ایسی اسکیمات ہیں جو 2018ء کے شیڈول ریٹ پر منظور ہوئی تھیں کیونکہ inflation کی وجہ سے جو انکے شیڈول ریٹ تھے workable نہیں تھے تو 2023-24ء کی اُس وقت کی کابینہ نے یہ فیصلہ کیا کہ جو پرانی اسکیمات ہیں اُن کو اُسی طرح rertain کریں اور پی اینڈ ڈی case to case دیکھے۔ جونئی اسکیمات ڈالیں گے 2023-24ء کا پی ایس ڈی پی current rate پر ہوگا۔ تو اس لحاظ سے بہت سی اسکیمات متاثر ہوئیں اور آج سی ایم صاحب کی سربراہی میں ہماری PSDP review meeting ہوئی تو اُس میں یہ decision لیا گیا کہ جو اسکیمات پرانے rates پر approved ہیں اُن پر monitoring evolution team جائے گی اُن کی feasibility اور viability دیکھے گی اور اُن کا جو public impact دیکھے گا اِس کے بعد اُسکو کابینہ لے جا کر ایک blanket approval دیں گے اور اُس نئے ریٹ پر update ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: تو میرا خیال ہے کہ اُسی وجہ سے یہ suffer کر رہے ہیں۔ اور چونکہ ایک بڑی اہمیت کے حامل پروجیکٹس ہیں تو انشاءاللہ وتعالیٰ ہم اِن کو تمام پروجیکٹس کی approval دلوا دیں گے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں امید تو کریں گے لیکن یہ اہم پروجیکٹس ہیں جیسے کہ ظہور صاحب کہہ رہے ہیں بالکل درست کہہ رہے ہیں گوادر سے لے کر کنڈ ملیر تک اللہ پاک نے بہترین خوبصورت جگہیں ہمیں دیئے ہیں اس میں کام بھی شروع ہو چکا ہے میری گزارش ہے سی ایم صاحب بھی ظہور صاحب سے بھی حکومت سے کہ فوری طور پر فنڈز ریلیز کرے اور کام کو جلد از جلد مکمل کر دیں اس سال اگر مکمل ہو جائیں تو بہت اچھا ہے۔ یہ بھی ہے کہ یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

جناب چیئرمین: قائد ایوان صاحب! آپ کی توجہ چاہیے یہ انتہائی اہمیت کا حامل سوال ہے، عوامی نوعیت کا ہے اور ساحلی بیلٹ کے لوگ بڑی مشکلات کا شکار ہیں۔ منسٹر P&D نے جواب دیا ہے لیکن بات یہ ہے جو 2018ء کا scheduled rate اور 2025ء میں ابھی تک reschedule یا revise نہیں ہوا ہے۔ یہ سوال اہمیت کا حامل ہے اگر آپ اپنی یقین دہانی کروا دیں جلد از جلد اس پر کام ہو بجائے کہ مَیں اِس پر کوئی رولنگ دے دوں تو بہتر ہے کہ آپ بحیثیت قائد ایوان مولانا صاحب کو مطمئن کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: یہ پانچ سے چھ ماہ میں تیار ہو جائیں گے۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): جناب چیئرمین! آپ کی رولنگ سر آنکھوں پر۔ اور آپ کو اِس seat پر دیکھ کر بہت خوشی بھی محسوس ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: thank you

جناب قائد ایوان: اور میری دُعا ہے کہ آپ یہاں permanently بھی آ جائیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: یہ دعا نہیں کرو باقی خیر ہے۔

جناب قائد ایوان: یعنی آپ چاہتے ہیں ساری زندگی اپوزیشن میں رہیں۔ anyhow! جناب چیئرمین، جس طرح آنریبل منسٹر پی اینڈ ڈی نے کہا ہے آپ کو آج ہم نے اِس پر بڑی سیر حاصل گفتگو کی۔ بہت ساری ایسی اسکیمیں ہیں کہ جو 60% and 70%plus ہوئی ہوئی ہیں، کچھ ایسی ہیں جو start نہیں ہیں، اُس پر ایک کمیٹی بنائی ہے چیف سیکرٹری صاحب اُس کو head کریں گے اور ایک week کا ہم نے غالباً اُن کو ٹائم دیا ہے کہ ایک week میں وہ سب کو scrutinize کریں گے۔ تو I assure you کہ جو بھی اسکیمیں viable ہوں گی اور جن پر expenditures ہوئے ہوئے ہیں، اُن کے ہم scheduled rates چینج کریں گے اور اُن کو complete کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: thank you

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اسپیکر صاحب!

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں سی ایم صاحب آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ بہت سے ایسے پروجیکٹس ہیں جیسے مَیں آپ کو ایک مثال دوں گا تربت انڈسٹریل، sorry آپ کا انڈسٹریز کا وہ ہے، وہ کوئی دس پندرہ سال سے پڑا ہوا ہے۔ BRC تربت ہے، ظہور صاحب سے مَیں نے دو تین دفعہ کہا ہے۔ ہاسٹل ہے complete ہے، 20% کام پڑا ہے، ایڈمنسٹریٹو بلاک ہے، ایسی کئی اسکیمات ہیں بلوچستان بھر میں۔ اب مصیبت یہ ہے ہماری، یہ آپ کی گورنمنٹ کی نہیں، سب گورنمنٹ کی۔ جب ہم آتے ہیں ہم اپنی نئی اسکیم ڈالتے ہیں، پیچھے والی سب چھوڑتے ہیں، چاہے اُن کی اہمیت کتنی ہی زیادہ نہ ہو آپ جونہی تعلیمی چوک cross کرو گے left side میں انڈسٹریز کا ظہور صاحب! کتنے سال ہیں جو ابھی تک چل رہا ہے۔ مَیں نے ظہور صاحب سے کہا آپ نے BRC میں پڑھا ہے اُس کا بھی آپ اپنا کچھ حق ادا کریں، دو بڑے پروجیکٹس ہیں۔ تو اِس میں مَیں سمجھتا ہوں ظہور صاحب! آپ لوگ، یہ جو پروجیکٹ 70%,80%۔۔۔(مداخلت) اللہ کرے کہ پیسہ بھی ہو، اچھا۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر پی اینڈ ڈی۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: ڈاکٹر صاحب نے بالکل صحیح point raise کیا ہے۔ اِس کا issue یہ ہے کہ بلوچستان میں کچھ ایسے پروجیکٹس ہیں خصوصاً BRC تربت کے، کہ وہ پروجیکٹس اپنی completion کے اختتام تک پہنچ گئے، allocation اُن پروجیکٹس کو مل گئی اور جو اُس وقت کے XEN حضرات تھے اُنھوں نے کہہ دیا کہ جی ہم یہ allocation fiscal year کے closing date تک مکمل کرلیں گے۔ لیکن practically وہ نہیں کر سکے۔ اِسی confusion میں وہ PSDP سے omit وہ چکے ہیں۔ تو ہم اِسے recently visit کریں گے تو اِن اسکیمات کا بھی جائزہ لیں گے جو اسکیمات incomplete ہیں اُن کو اِنشاء اللہ دوبارہ لا کر مکمل کریں گے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب چیئرمین صاحب!

جناب چیئرمین: جی زمرک خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے تو مَیں اپنی طرف سے سینیٹر شکور خان صاحب کو آج کے اجلاس کی کارروائی دیکھنے پر welcome کہتا ہوں۔ اور دوسری جو یہ بات کی گئی ہے مَیں نے سی ایم صاحب سے میرے خیال سے پہلے بھی بات کی تھی اور ایجوکیشن منسٹر سے بھی بات کی ہے، ابھی قلعہ عبداللہ کا BRC جو 40 ایکڑ پر پانچ سال سے شروع ہے۔ نہ پروجیکٹ ڈائریکٹر نظر آرہا ہے نہ اُس کا کنٹریکٹر نظر آرہا ہے۔ مَیں

پریشان ہوں کہ ابھی اِس کے لیے ہم کون سا راستہ اختیار کر لیں؟ ایک پروجیکٹ ڈائریکٹر جب آپ بناتے ہیں پورا بلوچستان اُن کے حوالے کرتے ہیں، ابھی تربت کا BRC ہے، قلعہ عبداللہ کا BRC ہے۔ وہ پروجیکٹ ڈائریکٹر میرے خیال سے اُن کی اِتنی وہ efficiency ہی نہیں ہے اُن کی اتنی energy ہے نہیں کہ وہ تربت سے قلعہ عبداللہ کو سنبھال لیں اور قلعہ عبداللہ سے اُس کو ژوب سنبھال لیں۔ ابھی اِس کے لیے کوئی ایسی ترتیب بنالیں یا تو اِس پروجیکٹ ڈائریکٹر کو ہی ختم کر دیں، وہ جو ڈیپارٹمنٹس ہیں، سی اینڈ ڈبلیو ہے، اُس کے حوالے ہی کر دیں۔ یہ construction کا کام ہے، buildings بن رہی ہیں یا روڈز بن رہے ہیں جو چیز بھی بن رہی ہے وہ ڈیپارٹمنٹس موجود ہیں یا تو پھر اِس طرح ہے اِس کی division اِس طرح کی جائے کہ بھئی اگر کچھ divisions پر یا دو تین divisions پر ایک پروجیکٹ ڈائریکٹر ہو، پھر دو تین divisions پر دوسرا پروجیکٹ ڈائریکٹر ہو اِس کو divide کر لیں اور مَیں سی ایم صاحب سے یہ request کر رہا ہوں اگر سی ایم صاحب اِس کو سُن لیں کہ ابھی ایک پروجیکٹ ڈائریکٹر جناب! اگر آپ اِس کو دیکھ لیں آپ اگر اِس کو دو پروجیکٹ ڈائریکٹرز مختلف بلوچ ایریا کے لیے ہو یا پشتون ایریا کے لیے ہو یا division wise تین پروجیکٹ ڈائریکٹرز کے حوالے کر دیں تو یہ کام بھی ہوں گے مَیں تو کہتا ہوں میرے ڈسٹرکٹ میں BRC پر آج تک 5% کام بھی نہیں ہوا ہے اور lapse ہو جاتے ہیں مطلب وہ surrender ہو جاتے ہیں وہ پیسے۔ ابھی مَیں نے خود سوچا تھا آج بھی مَیں نے سیکرٹری صاحب سے بات کی۔ مَیں نے کہا next اُس پر مَیں توجہ دلاؤ نوٹس خود لے آؤں گا کہ اِس BRC کا کیا بنے گا؟ اِس پروجیکٹ کا کیا بنے گا جو وہ لوگ وہاں interest لے رہے ہیں جہاں پروجیکٹ ڈائریکٹر کا interest ہوگا۔ جہاں نہیں ہو نہ ہم اُن کو پکڑ سکتے ہیں نہ اُن کے کوئی منسٹرز ہیں نہ اُن کا کوئی مشیر ہیں نہ اُن کا کوئی پوچھنے والا ہے، بھائی C&W کا منسٹر بیٹھا ہوا ہے اُن کے حوالے کر لو۔ سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں اُن کے پاس جائیں گے۔ اریگیشن کے پروجیکٹس ہیں اریگیشن کے حوالے کر لو جو ڈیپارٹمنٹ ہے اُسکے یہ تو میری ایک تجویز ہے۔ باقی وہ بہتر جانتا ہے کہ اگر پروجیکٹس division wise کر لیں، اِن کے حوالے کر لیں اور اِن کے لیے کمیٹی بنالیں کہ بھئی کیوں یہ delay ہیں یہ کام کیوں نہیں ہو رہے ہیں ابھی تک۔ سر! مَیں request کر رہا ہوں آپ اِس پر ایک action لے لیں ورنہ یہ BRC ایسے ہی رہتے رہتے میرے خیال سے 20 سال تک بھی نہیں بنیں گے۔ تو یہی میری ایک request ہے کہ سر! اِس کو آپ دیکھ لیں شاید ہم next سیشن میں اِس کو پھر توجہ دلاؤ نوٹس لانے کی بجائے آپ نے آج دے دیا ہے، اِن کا کوئی نوٹس لے لیں اِن کو کوئی شوکاز دے دیں۔ اگر کنٹریکٹر کام نہیں رہا ہے اِن کو black list کر دیں اُن کو نکال دیں۔ دوسرا اُن کو ٹینڈرز کر کے دوسری دفعہ کسی اور اچھے کنٹریکٹر کو دے دیتے ہیں اور وہ اپنا کام شروع کر دیں۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئر مین: thank you ۔اِس طرح قائد ایوان صاحب! بہت ساری اسکیمیں ہیں جو بالکل completion کے قریب ہیں اُن کو cap کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ تو دو تین اسکیموں کا نام لے رہے ہیں ڈاکٹر صاحب BRC تربت کا بتایا ہے، انجینئر صاحب نے BRC قلعہ عبداللہ اور تربت انڈسٹریل زون یا BCDA کی جو اسکیم ہیں، سر! آپ kindly اِن پر خصوصی توجہ دیں بلکہ ایک اِس طرح کی آپ پالیسی اپنائیں کہ جو completion کے قریب ہیں اِن کو uncap کروا دیں۔ بہتر یہی ہے۔سوال نمبر۔۔۔(مداخلت) وقفہ سوالات چل رہا ہے اِسکے بعد آپ کو موقع دیں گے kindly۔پلیز آپ ایجنڈے کے مطابق ہی چلیں بہتر ہے۔سوال نمبر 291 میر یونس عزیز زہری صاحب کا ہے اُن کی غیر موجودگی میں سوال کو defer کیا جاتا ہے۔وقفہ سوالات ختم۔

جناب چیئر مین: **توجہ دلاؤ نوٹس۔**

مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ وزیر برائے محکمہ ماہی گیری کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کروائیں گے کہ تحصیل جیوانی کے مقام اوقار میں گزشتہ دس سالوں سے "شرم ہچری فارم" پر فشریز ڈویلپمنٹ بورڈ کی جانب سے تعمیراتی کام جاری ہے۔جس پر اب تک 90 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔لہٰذا "شرم ہچری فارم" کی تعمیر کے کام کو کب تک مکمل کیا جائے گا۔ نیز مذکورہ فارم کو مکمل فعال بنانے کی بابت محکمہ فشریز نے اب تک کیا اقدامات اُٹھائے ہیں۔تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب چیئر مین: وزیر برائے ماہی گیری اپنے توجہ دلاؤ نوٹس کی بابت وضاحت فرمائیں۔

حاجی برکت علی رند(پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ): یہ سارے مکمل ہوئے ہیں۔وہی بات آ گئی پھر دوبارہ فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے کام رُکے ہوئے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِس میں یہ ہے کہ فنڈ زرکے ہونے کی وجہ سے نہیں ہے 90% کام مکمل ہے،صرف 10% کام باقی ہے اور اِس کا ٹھیکیدار فوت ہو چکا ہے۔ جب سے اِس کا ٹھیکیدار فوت ہوئے ،فشریز کے مطابق اُس وقت سے کام بند ہے اور وہاں ایک ہمارا اُس کا نام مَیں نہیں لوں گا، نام لینا اچھا نہیں ہے پابندی ہے سی ایم صاحب نے مجھ پر پابندی لگائی ہے کہ نام نہیں لو۔اُن کا قبضہ ہے۔یعنی یہ فارم ہے جو شرم ہچری فارم پر قبضہ ہے۔

جناب چیئر مین: مطلب آپ کو نام نہ لینے کی شرط لگائی گئی ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں شرط نہیں مطلب نام نہیں لے رہا ہوں۔شرم ہچری فارم پر 90% کام ہوا ہے ،10% باقی ہے، ٹھیکیدار فوت ہو چکا ہے اور بہت بہترین پروجیکٹ ہے جو جھینگا کی فارمنگ ہے یہ بہت بہترین

پروجیکٹ ہے۔ اِس میں 90% وسائل خرچ ہونے کے باوجود ایک قبضہ ہے اُس کو ہٹایا جائے، 10% خرچہ کیا جائے اُس کو پرائیویٹ پارٹنر شپ پر اُس کو جھینگا فارم کی افزائشِ نسل کا کرلیں بہت بڑا پروجیکٹ ہے اور کامیاب پروجیکٹ ثابت ہوسکتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: جی مولانا صاحب! اِس کا نام مجھے دے دیں مَیں بالکل اس کی انکوائری کروں گا۔ اور جس بندے کے پاس ہے، قبضہ ہے، وہ قبضہ بھی خالی کراؤں گا، اور اُس میں کام بھی کروادوں گا اور انشاءاللہ کام بھی ہوگا اور قبضہ بھی ختم ہوجائے گا وہاں جو بھی ہوگا آپ مجھے بتائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! حاجی برکت رند صاحب! منسٹر صاحب! دیکھیں اگر آپ خود جھینگا نہیں کھاتے ہیں، ہم شوق سے کھاتے ہیں۔ kindly یہ فارم آپ آزاد کروادیں تاکہ اُس کی وہاں افزائشِ نسل جلدی ہوسکے۔

پالیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: سر! اس بندے کا نام تو بتا دیں کون ہے میں کل ختم کروادوں گا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں نہیں بندہ نہیں ہے۔ یہ جو شرم ہیچری فارم ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! آپ بیٹھ جائیں اِس پر رولنگ دیتے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی ہاں جزاک اللہ۔

جناب چیئرمین: منسٹر فشریز کی یقین دہانی پر مَیں سیکرٹری فشریز کو پابند کرتا ہوں کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر معزز رکن اور منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اِس issue کو حل کریں، till further next assembly مولانا صاحب پھر ہمیں جواب دے دیں کہ اُس میں کتنی کارروائی ہوئی ہے۔

پالیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: سر! بالکل۔ ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: thank you

محترمہ شاہدہ رؤف: جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: میڈم! ایجنڈے کے بعد، مختصر ایجنڈا ہے۔

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواست پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر یونس عزیز زہری صاحب، میر جہانزیب مینگل صاحب، محترمہ شہناز

عمرانی صاحبہ، محترمہ فرح عظیم شاہ صاحبہ نے آج اور 2 اکتوبر کی نشستوں سے جبکہ سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، سردار کوہیار ڈومکی صاحب اور جناب زرین خان مگسی صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ ۔۔

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں منظوری ہوئیں۔ جی میڈم۔

محترمہ شاہدہ رؤف: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی، جو آپ کا next agenda ہے اُس کی طرف دلانا چاہوں گی سر! بڑی humbly request کروں گی کہ جس ہاؤس میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں اُس کا جو سب سے اہم کام ہے وہ قانون سازی ہے۔ اور الحمدللہ ہماری اِس اسمبلی کی جتنی بھی اسٹینڈنگ کمیٹیز ہیں وہ functional ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ گورنمنٹ اپنی ہی قانون سازی کو مشکوک کیوں بنادیتی ہے جب ہم کسی بھی قانون جو یہاں لے کے آتے ہیں اسمبلی میں، قاعدہ 84 اور 85(2) کے تقاضوں سے مستثنٰی قرار دیتے ہیں۔ سر! اتنی کون سی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے کہ ہمیں اُسی دن قانون اِس اسمبلی میں ٹیبل کرنا ہے، اُسی وقت اُس کو زیرِغور لانا ہے اور اُسی وقت اُس کو منظور کرنا ہے۔ دیکھیں! یہ exemption اُس وقت ہونی چاہیے جب کوئی بہت ہی فوری نوعیت کا کام ہو۔ اب یہاں پرنس فہد ہسپتال دالبندین کا مسودہ ہے۔ جس کے لیے آپ exeption مانگ رہے ہیں آپ کی ہیلتھ کمیٹی بھی ہے اور اِس کے اندر میں آپ کو اگر آپ تھوڑا سا مجھے ٹائم دے دیں تو مَیں آپ کو بتاؤں کہ اِس کے اندر problem کیا ہے جس کی وجہ سے حکومت کیوں چاہ رہی ہے۔ لیڈر آف دی ہاؤس بیٹھے ہوئے ہیں دیکھیں اگر اُن کی قیادت کے اندر یہ چیز ہوتی ہے تو آپ خود اپنی قانون سازی کو controversial بنارہے ہیں۔ یہاں جو اِس کا بل ہے اِس کے پیج نمبر 3 پر اگر آپ آجائیں اور اِس کا sub section-IV ہے اور اُس کی clause-2 میں آپ کا proviso دیا ہوا ہے جس کے اندر ایک ممبر کو لائف ٹائم ممبر بنادیا گیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم اپنے institutions کو politicize کر کے کہاں تک لے کے جائیں گے۔ پہلے سے ہی بلوچستان کا بیڑہ غرق ہے۔

جناب چیئرمین: میڈم! آپ اِس بل پر جب پیش ہوگا کہ آپ یہ debate کریں۔ دیکھیں! آپ جو پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں یہ بل جب ٹیبل ہے جب وہ پیش کریں گے منسٹر صاحب پھر آپ اِس پر بولیں جو اِس پر نقصانات ہیں جو آپ کے خدشات ہیں آپ اُسی وقت بولیں۔ پھر ہاؤس دیکھے گا کہ اِس پر کیا فیصلہ کریں بہتر ہے۔

جناب چیئرمین: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

پرنس فہد ہسپتال دالبندین کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 34 مصدرہ 2025ء) کا پیش اور منظور

کیا جانا۔ وزیر برائے محکمہ صحت! پرنس فہد ہسپتال دالبندین کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء(مسودہ قانون نمبر 34 مصدرہ 2025ء)پیش کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی(وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات): مَیں ظہور احمد بلیدی، وزیر برائے محکمہ منصوبہ بندی وترقیات، وزیر برائے محکمہ صحت کی جانب سے پرنس فہد ہسپتال دالبندین کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء(مسودہ قانون نمبر 34 مصدرہ 2025ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پرنس فہد ہسپتال دالبندین کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 34 مصدرہ 2025ء)پیش ہوا۔۔۔(مداخلت)۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات: جناب اسپیکر! آپ اِس کو کمیٹی کو بھیج دیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: مَیں آپ سے صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ گورنمنٹ کے پاس majority ہے وہ بلڈوز۔۔۔

جناب چیئرمین: دیکھیں سر! آپ تحریک کو پیش کرنے دیں، پھر ہاؤس پر آپ یہ put کریں یہ question، پھر دیکھتے ہیں کہ ہاؤس اِجازت دے گا یا نہیں۔ایک دفعہ تحریک کو پیش کرنے دیں۔وزیر برائے محکمہ صحت! پرنس فہد ہسپتال دالبندین کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 34 مصدرہ 2025ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات: مَیں نے پیش کردیا ہے ناں اِسکو۔

جناب چیئرمین: ایک اور ہے سر! آپ دوبارہ پیش کریں۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات: مَیں وزیر برائے منصوبہ بندی وترقیات، وزیر برائے محکمہ صحت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ پرنس فہد ہسپتال دالبندین کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء(مسودہ قانون نمبر 34 مصدرہ 2025ء)کو فی الفور غور لایا جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش ہوئی۔آپ آگے دیکھیں ناں۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات: مَیں نے پیش کردیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ آگے دیکھیں نمبر 2 ہے۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات: ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔مَیں دوبارہ پڑھ لوں۔مَیں وزیر برائے منصوبہ بندی وترقیات، وزیر برائے محکمہ صحت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ پرنس فہد ہسپتال دالبندین کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء(مسودہ قانون نمبر 34 مصدرہ 2025ء) کو پیش کرنے کی بابت قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں

سےexempt قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش ہوئی۔ آیا پرنس فہد ہسپتال دالبندین کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 34 مصدرہ 2025ء) کو پیش کرنے کی بابت قاعدہ نمبر 84اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟

وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات: ٹھیک ہے، کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ایک منٹ۔ سی ایم صاحب۔ جی۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): جناب اسپیکر! اِس سے پہلے بھی کئی دفعہ اِس ہال میں discussion ہوئی ہے۔ مَیں اپنی ٹیم کو یہ direction ایک بار پھر دے رہا ہوں کہ تمام سیکرٹریز کو یہ بتائیں کہ Untill and unless there is an emergency.، تو ہم، یہ جو کمیٹیاں ہماری ساری فعال ہیں اور مَیں آپ سے request کرتا ہوں اور آنریبل ممبر آج تو کیونکہ ہمارے منسٹر صاحب یہاں ہیں نہیں، اُن کے behalf پر منسٹر پی اینڈ ڈی نے جو پیش کیا ہے۔ آپ اِس میں اِس کو کمیٹی میں بھیجیں کمیٹی میں deliberation ہوتی ہے تمام لوگ آتے ہیں اور اُس سے collective wisdom آجاتا ہے، ایک collective اُس میں decision آجاتا ہے تو میرا خیال ہے اِس کو کمیٹی کو بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ہم اِس کی آپ سے exemption مانگ رہے ہیں وہ بیشک آپ exemption نہ کریں سارے ہال کی یہی sense ہے۔ thank you

جناب چیئرمین: thank you قائد ایوان کی request پر اِس بل کو Standing Committee for Health کو بھیج دیا جائے گا تاکہ further اِس پر debate اور discussion ہو اُس کے بعد یہ اسمبلی میں ٹیبل ہوگا۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر! مَیں میر باز محمد کھیتران صاحب کو اسمبلی آمد پر welcome کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: thank you مَیں پوری اسمبلی کی جانب سے ہمارے senior politician ہر دل عزیز لیڈر میر باز محمد کھیتران کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

حاجی نور محمد دُمڑ (وزیر محکمہ خوراک): جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب کو ہم نے welcome کیا آپ خود late آئے ہیں۔ آپ آئندہ وقت کی پابندی کریں۔

وزیر محکمہ خوراک: میری طرف سے انکو welcome کہیں۔

جناب چیئرمین: جی مہربانی۔ محترمہ مینا مجید صاحبہ مشیر وزیر اعلیٰ ، میر اصغر رند صاحب اور جناب برکت علی رند پارلیمانی سیکرٹریز میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 23 پیش کریں۔

محترمہ مینا مجید بلوچ (مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ کھیل وامور نوجوانان): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ thank you جناب چیئرمین۔ **مشترکہ قرارداد نمبر 23**۔ ہرگاہ کہ ضلع کیچ کی کل آبادی تقریباً 14 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جو ضلع کوئٹہ کے بعد بلوچستان کا سب سے زیادہ آبادی والا ضلع بن چکا ہے۔ ضلع کیچ کی جغرافیائی حدود پنجگور سے لے کر ایران بارڈر تک پھیلی ہوئی ہیں جس کی لمبائی تقریباً 350 کلومیٹر پر محیط ہے۔ سب ڈویژن تمپ جس کی آبادی 3 لاکھ 50 ہزار سے تجاوز کر چکی ہے جبکہ تحصیل منداور ردیگ بھی ضلعی ہیڈ کوارٹر تربت سے 150 کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ اِن علاقوں سے ضلعی ہیڈ کوارٹر سے فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث وہاں کے عوام کو صحت، تعلیم، سڑکوں کی عدم دستیابی اور امن وامان کی سنگین مسائل کا سامنا ہے۔ ان مسائل کی نوعیت وقتی نہیں بلکہ مستقل اور بنیادی ہے جس سے عام شہریوں کی زندگی شدید متاثر ہورہی ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سب ڈویژن تمپ اور تحصیل مند جو آبادی اور انتظامی طور پر تمام مطلوبہ معیار پر پورا اُترتے ہیں، پر مشتمل ایک نیا ضلع بنانے کی بابت عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے۔ تاکہ وہاں کے عوام کو تعلیم ، صحت، سڑکوں اور امن و امان کے مسائل کا مستقل بنیادوں پر حل فراہم کیا جاسکے۔ مزید براں اس نئے ضلع کے قیام سے نہ صرف انتظامی امور میں بہتری آئے گی بلکہ عوام کو بنیادی سہولیات اِن کی دہلیز پر میسر ہوں گی۔ thank you۔

جناب چیئرمین: thank you مشترکہ قرارداد نمبر 23 پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب محمد اصغر رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ انرجی): شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جس طرح دو دن پہلے اس قرارداد سے متعلق یہاں point of order پر ہمارے دوستوں نے کچھ چیزیں بتائی تھیں جس طرح میڈم نے یہ قرارداد پیش کی۔ یہ ابھی کا نہیں بلکہ شروع سے ایک معاملہ ہے ہمارے ڈسٹرکٹ کیچ جو کوئٹہ کے بعد آبادی کے حوالے سے سب سے بڑی آبادی والا ضلع تربت جو پنجگور سے لے کر ایران کے بارڈر تک ہے۔ اس وقت ہمیں سب سے زیادہ مسائل جو پریشانی اور تکلیف ہے وہ انتظامی حوالے سے ہیں۔ تربت کے ہمارے جتنے بھی executive officers یا ڈی سی صاحبان سے لے کر law and order کے حوالے سے کہیں سے نہیں نکل سکتے ہیں۔ یہ پورے بلوچستان کے حالات کے حوالے سے لیکن specially ضلع تربت کے۔ مثال کے طور پر مند، ردیگ جو حاجی برکت صاحب کا علاقہ ہے وہ 140 کلومیٹر ہمارا ہیڈ کوارٹر سے دور ہے۔ اس طرح میرا جو اریا ہے تمپ وہ بھی 80,85 کلومیٹر ہمارے

علاقے سے۔اس میں تین چار بہت بڑے اہم واقعات بھی پیش آئے تھے گزشتہ دَور میں ہمارے ایک ڈی سی صاحب اغوا ہوئے تھے پھر ہمارے اایک ڈی پی اوصاحب گھیراؤ میں تھے، پھر حال ہی میں ہمارے ایک اے سی صاحب بھی اغوا ہوئے تھے۔اگر ہمارا ڈسٹرکٹ بن جائے ہمارا ہیڈ کوارٹر وہیں تمپ میں رکھا جائے تو جو تمپ اور مند پر مشتمل ہے تو صاف ظاہر ہے جہاں officersاور فورس ہوتی ہیں وہاں اس طرح کے مسائل پیش نہیں آتے۔دوسرا اس میں ایجوکیشن، روڈ اور ہیلتھ سیکٹر پر دیکھیے۔مثال کے طور پر ہمارے تمپ میں ایک انٹر کالج ہے وہاں نہ ہمارا فزکس لیکچرار ہے، نہ کیمسٹری کا لیکچرار ہے، نہ بائیولوجی کا لیکچرار ہے اور نہ دوسرا۔تربت ہمارا ہی علاقہ ہے باقی ہیڈکوارٹر ہے وہاں ایک subject کے کم از کم دس دس لیکچرار بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں کوئی بھی ڈیوٹی دینے کے لیے نہیں آ رہا ہے۔اگر یہ الگ ڈسٹرکٹ ہو جائے گا تو وہ کم از کم پابند ہوں گے۔اسی طریقہ سے اگر ہم ہیلتھ سیکٹر کو جناب چیئرمین دیکھیں، ہمارا تمپ اسی ایریا میں ایک بھی RHC فعال نہیں ہے۔مند میں دو RHC ہیں۔تمپ میں ہمارے RHC ہیں۔تو ہمارا واسطہ زیادہ تر ہیڈکوارٹر پر پڑتا ہے۔ سب ڈویژن حالانکہ ایک بہت بڑا ایریا ہے ساڑھے چار لاکھ کے قریب ہماری آبادی ہے۔ایریا بہت ہی بڑا ہے۔ اور اسی طرح جناب والا! شاید آپ اس علاقے میں آ ؤگے روڈ سیکٹر کو دیکھیں جہاں نواب رئیسانی کے دور میں مند تربت روڈ کی approval ہوئی ہے پیسے بھی آ گئے لیکن اسی officers اور law and order کے حوالے سے وہاں روڈ کا کام اب بھی %40 رہ گیا ہے، 2011ء سے لے کر، درمیان میں بہت سے حکومتیں آئیں۔لیکن اِسی law and order کی وجہ سے ہمارا تربت، مند والا روڈ آگے نہیں بڑھ سکا۔اگر ہمارا ڈسٹرکٹ ہوتا ہمارا ڈی سی وہاں ہوتا ہمارا ڈی پی او وہاں ہوتا شاید ہماری یہ صورتحال نہیں ہوتی۔یہی حال ہمارے اسکولوں کا ہے۔ابھی میں آپ کو مثال دیتا ہوں حاجی برکت صاحب کے حلقہ میں بلوچ آباد میں ایک مڈل سکول کا کوئی چوکیدار تربت کا لگا ہوا ہے۔قانونی طور پر آپ اُس کو لگا سکتے ہیں لیکن وہ کس طرح 120 کلومیٹر میں آ کر ڈیوٹی سرانجام دے سکتا ہے؟ اس سے پہلے مجھے یاد ہے کہ رِدیگ میں ایک ڈسپنسر ہوشاب کا ایک بندہ لگا ہوا تھا، کیوں کہ ایک ہی ڈسٹرکٹ ہے۔ ہوشاب اور ردیگ 450 کلومیٹر ہے۔ابھی ایک ڈسپنسر ہوشاب سے لے کر ردیگ تک کس طرح جا سکتا ہے؟ جتنے بھی ہمارے ڈیپارٹمنٹس ہیں سارے اسی ڈسٹرکٹ نہ ہونے کی وجہ سے متاثر ہیں۔ تو آپ سے request ہے قائد ایوان بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے دوسرے دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں، دوسری پارٹیوں کے جو پارلیمانی لیڈرز ہیں، اپوزیشن والے ہیں میری سب سے request ہے۔

جناب چیئرمین: پورے ہاؤس سے اپیل کریں ناں۔

جناب محمد اصغر رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ انرجی): میں سب سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس قرارداد میں

ہمارا ساتھ دیں۔thank you

جناب چیئرمین: جی حاجی برکت رند صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: اچھا سر! مَیں قائد ایوان سے request کروں گا، پورا ایوان سے، ڈاکٹر مالک صاحب، چیف منسٹر صاحب، حزب اختلاف ہیں، جتنے ہمارے سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں پیپلز پارٹی پی ایم ایل (ن) سب سے میں request کرتا ہوں کہ بھائی اس قرارداد کی حمایت کریں اور ڈسٹرکٹ تمپ اور مند کو آج منظور کروائیں۔ اور سی ایم صاحب سے ہم request کرتے ہیں کہ آج اس کا اعلان کریں۔ سر! آپ کی بڑی مہربانی ۔

جناب چیئرمین: خیر جان! Please wait till voting, okay. ووٹنگ ہوگی پھر آپ رائے دے دیں۔ جی ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ۔ سر! یہ قرارداد ویسے ہی، کیوں کہ ہم کافی عرصے سے وہاں کے لوگوں کا مطالبہ رہا ہے کہ تمپ کو، کیوں کہ یہ بہت بڑا ڈسٹرکٹ ہے جیسے دوستوں نے کہا۔ اِس کو ضلع کا درجہ دیا جائے اُس کی administratively بھی ضرورت ہے اور دوسرے حوالوں سے بھی ضرورت ہے۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور اضافی دو باتیں کہوں گا کہ مَیں نے جب مَیں سی ایم تھا تو مند روڈ پر کام شروع کیا اور اُس کو بالی چنک میں لے گیا، رودبُر سے تھوڑا اِس طرف۔ جب میں نکل گیا اُس کے پیسے بھی reappropriate کیے گئے۔ اُن لوگوں کا نام لینا مناسب نہیں ہے۔ وہ پیسے لے کر کہیں اور لگائے۔ باقی پتہ نہیں اصغر صاحب! اگر آپ بتائیں گے ہم لوگ مشکوک ہیں کہ بلوچ آباد میں چپڑاسی کس نے لگایا ہے؟ یا جو ہوشاب کا ہے، اُس کا شاید ظہور صاحب کو پتہ ہوگا وہ تھوڑا سا بتا دیں کیوں کہ مَیں پھر بتاؤں گا کہ شاید اُسی طرح لگے ہیں جس طرح مند کے بیلدار تربت میں لگے ہوئے ہیں۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ چپڑاسی، چوکیدار اُسی علاقے کے ضروری ہیں، قانون اس کا پابند ہے۔ اگر آپ ہیں، آپ سی ایم صاحب کے نوٹس میں لائیں۔ اِس طرح نہیں ہونا چاہیے کہ ایک چپڑاسی کو ایک ڈسٹرکٹ سے دوسرے ڈسٹرکٹ پر جانا چاہیے یہ وہیں کے لوگوں کا حق ہے۔ مہربانی جی۔ مَیں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: thank you ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب۔ جی زمرک خان اچکزئی صاحب!

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! دوستوں کی جانب سے جو قرارداد پیش ہوئی ہے اس کی میں حمایت کرتا ہوں، حقیقت میں بہت بڑا ضلع ہے جن کی آبادی بھی بہت بڑی ہے لیکن کچھ گزارشات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ پچھلی حکومت میں بھی ہم نے کچھ مطالبات کئے تھے مَیں کہتا ہوں کہ اگر اس ترمیم کے ساتھ اس کو

add کیا جائے جس طرح ہم نے کہا تھا کہ کوئٹہ کے تین ضلعے بنائے جائیں پشین کے دوضلعے بنائے جائیں اور پشین کا تو اپنا ایک داخلی کچھ مسئلہ ہے جو ابھی تک حل نہیں ہوا ہے وہ بھی ہو جائے گا نوٹیفکیشن بھی ہو گیا اور پھر ہم نے یہاں ایک اور بھی قرارداد پیش کی تھی کہ قلعہ عبداللہ کے دوضلعے بنائے جائیں۔ وہ ابھی تک ویسے پڑا ہوا ہے۔ حقیقت مَیں یہ تجویز دوں گا کہ ضلعے بڑھانے سے ٹھیک بلوچستان حکومت یہاں کے resources کم ہوں گے، کچھ مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کہ وہاں ہیڈ کوارٹرز بنانے کے لئے وہاں vacancies دینے کے لئے وہاں اور سہولیات دینے کے لئے problem ہوگی۔ لیکن حقیقت میں law and order کی situation اگر کنٹرول کرنی ہے۔ ابھی جس طرح اِنہوں نے کہا 14 لاکھ کی آبادی ہے اور ایک ضلع ہے۔ ایک DC کے کنٹرول میں شاید وہ نہیں آسکتا۔ اگر اِن کو تین ضلعے بنائے جائیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے۔ تین DC بیٹھے ہوں گے۔ اُس کی تحصیل بنائی جائے، اُس کی سب تحصیل بنائی جائے۔ ایڈمنسٹریٹو پاور کو ذرا مضبوط ہونا چاہیے تب گورنمنٹ کامیاب ہوگی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا جو PSDP ہے ہم مختلف جگہوں پر ایسے خرچ کرتے ہیں۔ جس کا عوام کو پانچ سے دس فیصد بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن اگر مَیں سی ایم صاحب کو یہ تجویز دے دوں۔ کہ کیا بلوچستان میں کم ازکم اگر دس ضلعے اور بنائے جائیں تو اُس کا نقصان کیا ہوگا؟ مَیں تو سمجھتا ہوں کہ عوام کی آسانی کے لیے، ایک تو اُن کو اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کے لیے، اپنے cases کو solve کرنے کے لیے، اپنے اُن سرکاری آفسروں سے ملنے کے لیے آسانی ہوگی۔ سیشن کورٹ ہوگا جج بیٹھے ہوں گے، این جی اوز کام کریں گی۔ ابھی ایک ڈسٹرکٹ پر ایک DC کے لیے وہی سہولیات ہونگی جو دوسرے ضلعوں کے لیے ہونگی۔ جب آپ دو تین ضلعے بنائیں گے تو تین ضلعوں کو ان کے لئے ہم مرکز سے بھی اُس بنیاد پر اپنا حق مانگ سکتے ہیں، ہم وہاں vacancies بھی اُسی بنیاد پر دے سکتے ہیں، ہم سکالرشپ بھی اُسی بنیاد پر دے سکتے ہیں، ہم کالجز بھی اُسی بنیاد پر بنا سکتے ہیں، ہم ہاسپٹل بھی اُسی بنیاد پر بنا سکتے ہیں۔ تو میری یہ تجویز ہے دوستوں سے کہ پہلے تو کیچ کو بنایا جائے اور اُس کے ساتھ جو ہم نے پرانا ایک مطالبہ کیا تھا۔ جام صاحب کے وقت میں ہمارے ساتھ یہ باقاعدہ commitments ہوئی تھی ہماری پارٹی کے ساتھ کہ ہم دو ڈویژن بنائیں گے۔ کوئٹہ ڈویژن کو ہم دو ڈویژن، ایک پشین اور ایک کوئٹہ ڈویژن ہوگا۔ اُس میں مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ ایک ڈسٹرکٹ پر ایک ڈویژن نہیں بن سکتا۔ تو کوئٹہ کی اِتنی بڑی جو 35 یا 40 لاکھ آبادی پر ایک ضلع ہے، ہم کیوں اِس کو تین ضلعے نہیں تو کم ازکم دوضلعے تو بنا سکتے ہیں۔ اِن کو دوضلعے بنائیں یا ڈویژن کا اعلان ہونا چاہیے سی ایم صاحب نے مجھ سے وعدہ بھی کیا تھا۔ کہ مَیں پہلے کیبنٹ میں انشاءاللہ پشین ڈویژن کا اور قلعہ سیف اللہ ڈسٹرکٹ کا بھی اعلان کروں گا۔ تو مَیں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اِس ترمیم کے ساتھ جو ہم نے گزارشات کیں، اگر یہ بھی ڈالا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب چیئرمین: thank you.جی اصغر ترین صاحب۔

حاجی اصغر علی ترین: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! جو قرارداد دوستوں نے پیش کی یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اِس ہاؤس میں آپ کا بڑا تجربہ ہے۔ ہر دَور میں ساتھی مطالبہ کرتے ہیں اضلاع کے لیے، ڈویژن کے لیے لیکن کبھی کسی سیاسی پارٹی یا کسی حکومت نے نہیں سوچا کہ ایک mechanism بنایا جائے۔ ایک آبادی کے لحاظ سے، رقبے کے لحاظ سے، حالات کے لحاظ سے، ایک mechanism بنایا جائے۔ کہ اضلاع کیسے بنائے جائیں گے، تحصیل کیسے بنائی جائیں گی، ڈویژن کیسے بنائے جائیں گے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ جو بھی حکومت میں آتے ہیں وہ power میں آجاتے ہیں، سب سے پہلے اُس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ بھئی میرا جو حلقہ ہے وہ ضلع بنے۔ اور یہ practise پچھلی صدیوں سے چلتی آرہی ہے۔ لیکن کسی نے بھی یہ توجہ نہیں دی ہے کہ اِس کے لیے ایک mechanism، جیسے ابھی انجینئر زمرک صاحب نے اشارہ کیا ضلع کوئٹہ کی طرف 30، 35 لاکھ آبادی کا ذکر کیا۔ یہ جو ہمارے دوست جو قرارداد لے کے آئے ہیں۔ یہ اِن کی 14 لاکھ آبادی کا ذکر کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ اس سے اندازہ لگائیں۔ ایسے ضلعے ہیں جس کی آبادی ایک لاکھ ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

حاجی اصغر علی ترین: ایسے ضلعے ہیں جس کی آبادی 14 لاکھ ہے، ایسے ضلعے ہیں جس کی آبادی تین لاکھ ہے۔ یعنی کوئی mechanism نہیں ہے۔ جس کا جتنا زور ہو، جتنی طاقت ہو، حکومت میں ہو۔ وہ اپنی استعداد کے مطابق اضلاع بناتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! اگر مَیں اپنی اِس قرارداد کے ساتھ اگر مَیں پشین کی بات کروں۔ تو پشین تقریباً 12 سے ساڑھے 12 لاکھ آبادی پر مشتمل ہے۔ لیکن ضلع ایک ہے ڈپٹی کمشنر ہمارا ایک ہے۔ مَیں دعوے سے کہتا ہوں۔ کوئی بھی آفیسر ڈپٹی کمشنر بشمول ایسا نہیں ہے کہ اُس نے پورے ڈسٹرکٹ کا دورہ کیا ہو۔ possible ہی نہیں ہے۔ آپ کے ہاں بارڈرز لگتے ہیں ایک بارڈر آپ کا لگتا ہے کوئٹہ سے ایک بارڈر لگتا ہے آپ کا قلعہ عبداللہ سے ایک بارڈر آپ کا لگتا ہے افغانستان سے۔ یہ بڑی مشکل ہے۔ اور لوگوں کی آمد و رفت آنا جانا اپنے کاموں کے لیے بڑی اُن کو دشواری ہوتی ہے۔ تو جیسے ابھی ساتھیوں نے کہا جناب اسپیکر صاحب! مَیں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور مَیں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں، سر! میں میر سرفراز بگٹی صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ خدارا کوئی mechanism بنائیں اضلاع کے لیے، پورے بلوچستان کو ایک ہی طرح سے ڈیل کیا جائے۔ ایک mechanism بنایا جائے، یا پولیشن دیکھی جائے، رقبہ دیکھا جائے۔ پھر آپ سے کوئی گلہ نہیں کرے گا کہ جی مجھ سے میرا حق چھینا گیا ہے۔ تو جناب اسپیکر! mechanism بہت ضروری ہے اضلاع بڑے ہوتے جا رہے ہیں۔ اور جو ہماری مشکلات ہیں اگر آپ اِن چیزوں

کو کنٹرول کرنا ہے۔ بالفرض ابھی امن وامان ہے بلوچستان کا آپ دیکھ لیں کیسے آپ کنٹرول کریں گے۔ کیا mechanism آپ کا ہوگا۔ جیسے ایک ضلعے کی آبادی 14 لاکھ ہے کیسے آپ اُس کو کنٹرول کریں گے؟ کیسے manage کریں گے؟ کیا یہ manageable ہے آپ کے لیے؟ کیا manage کر پائیں گے؟ تو ابھی جو حالات ہیں بلوچستان میں یا جو ابھی جس دَور سے بلوچستان گزر رہا ہے۔ اِس کے لیے نئی پالیسی کی ضرورت ہے۔ نئی توانائی کی ضرورت ہے۔ نئے آلات کی ضرورت ہے۔ اِس پر mechanism بنایا جائے۔ اور تمام اضلاع کو دیکھا جائے۔ مَیں آخر میں جو دوستوں نے قرارداد پیش کی ہے اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں شکریہ۔

جناب چیئرمین: thank you آپ کا point آ گیا ہے۔ جی زابد علی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب! مَیں اپنی اور اپنی پارٹی جمعیت علماء اسلام کی طرف سے اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے ہمارے colleagues اصغر رند، برکت علی رند اور میری بہن مینا مجید قرارداد لائے ہیں۔ ظاہری بات ہے اُس علاقے سے وہ تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے دوستوں نے کہا کہ جناب اسپیکر صاحب! بہت سے ایسے حلقے ہیں کہ آبادی کے حوالے سے بہت زیادہ، 14، 15 لاکھ۔ وہاں ڈسٹرکٹ اور تحصیل ہونی چاہئیے، یہ تو گورنمنٹ کا کام ہے۔ اور مَیں نے ایک دو دفعہ پہلے سی ایم صاحب کے حوالے سے سنا۔ سی ایم صاحب کا vision ہے میرا خیال سے ابھی وہ خود اس پر انشاء اللہ ابھی بات کریں گے۔ اُنکی بھی یہی سوچ ہے کہ بلوچستان میں ڈویژن، ڈسٹرکٹس ایسے ہو جائیں کہ حلقے بھی بہت بہت بڑے ہیں اور پاپولیشن کے حوالے سے دیکھا جائے۔ جناب سپیکر صاحب! ابھی یہ جو کیچ ہے 14 لاکھ اندازہ لگا دیں اُس کی آبادی ہے۔ آپ اندازہ لگا دیں۔ آپ کا پنجگور رنز دیک ہے۔ آپ بھی گئے ہیں۔ وہاں مَیں بھی گیا ہوں۔ ایک ڈسٹرکٹ اور اِتنے عوام کو سنبھالنا بہت مشکل ہے یہ اِسی حوالے سے جب یہ قرارداد لاتے ہیں، پچھلے tenure میں بھی لائے ہیں، ابھی بھی لائے ہیں جناب قائد ایوان صاحب سے پرزور اپیل یہی ہے کہ یہ جو قرارداد لاتے ہیں اس پر عمل ہو جائے۔ اور اِس کو فوراً جلد از جلد جن ڈسٹرکٹس میں ضرورت پڑتی ہے جناب اسپیکر صاحب! اُس کا نوٹیفکیشن ہو جائے۔ پھر اُس علاقے میں کم سے کم کنٹرول بھی ہوگا، علاقے کے جو مسئلے ہیں واٹر سپلائی، کیمونیکیشن، ایجوکیشن، ہیلتھ کے جو مسئلے ہیں وہ پھر حل ہو جائیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! اِسی حوالے سے مَیں بھی اس حمایت کرتا ہوں۔ thank you

جناب چیئرمین: thank you آپ کا point آ گیا۔ جی ملک نعیم بازئی صاحب! آپ اِسی کی بابت بات کریں گے یا؟ جی پلیز آپ بات کریں۔

ملک نعیم خان بازئی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ قرارداد ابھی جو پیش ہوئی بالکل مَیں اپنی اور اپنی پارٹی عوامی

نیشنل پارٹی کی جانب سے اِس کی حمایت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : thank you.

ملک نعیم خان بازئی: بیشک، بلوچ بیلٹ میں ضلعے بننے چاہئیں کوئٹہ کی 40لاکھ آبادی ہے، 40لاکھ آبادی میں جام کمال صاحب نے اُس وقت ہم لوگوں سے وعدہ بھی کیا تھا۔اور یہ قرارداد یہ کوئٹہ بھی اس۔۔۔(مداخلت) ایک منٹ صبر کریں۔

جناب چیئرمین: جی آپ لوگ آپس میں بات نہیں کریں اصغر ترین صاحب! decorum کا خیال رکھیں پلیز۔

ملک نعیم خان بازئی: اِس قرارداد میں کوئٹہ کو بھی شامل کریں تاکہ کوئٹہ، کچلاک ضلع ہونا چاہیے، کوئٹہ میں تین ضلعے ہونے چاہئیں۔

جناب چیئرمین : ملک صاحب! آپ کا پوائنٹ آچکا ہے ۔

ملک نعیم خان بازئی: جناب چیئرمین صاحب! 42لاکھ آبادی ہے یقیناً بالکل مَیں کسی پر اعتراض نہیں کروں گا بلوچ بیلٹ میں ہو جدھر ہو، وہ ہمارے بھائی ہیں۔ہم سب ناخن اور گوشت کی طرح ہیں۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب پورا صوبہ آپ کا ہے۔

ملک نعیم خان بازئی: بالکل بالکل جدھر بھی ضرورت ہے تو ہونے چاہئیں۔میر سرفراز بگٹی صاحب سے میں ریکوئسٹ کرتا ہوں وہ ہمت کریں کہ انشاء اللہ تعالیٰ کوئٹہ کو بھی تین ضلع کریں ۔ جناب چیئرمین صاحب! مَیں سی ایم صاحب کا بھی شکرگزار ہوں۔اور انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح دَبنگ وزیراعلیٰ ہم لوگوں کو اللہ پاک نے دیا ہے۔

جناب چیئرمین: Thank you so much ملک صاحب! آپ کی بات آ گئی ہے۔

ملک نعیم خان بازئی: مَیں آخر میں میر بازمحمد کھیتران صاحب اور سینیٹر شکور خان غیبزئی کو صوبائی اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : thank you۔جی میر ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات): جو قرارداد محرکین نے پیش کی ہے یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔اگر آپ اِس کی ایڈمنسٹریٹو بنیاد پر دیکھیں تو ڈسٹرکٹ کیچ ایک بہت بڑا ڈسٹرکٹ ہے۔اور اگر آبادی کی بنیاد پر دیکھیں، آبادی 14لاکھ کے قریب ہے اور بلوچستان کا سیکنڈ لارجسٹ ڈسٹرکٹ ہے۔اس کے علاوہ اگر پبلک نمائندگی کی بنیاد بنا کر دیکھیں وہاں سے پانچ ایم پی ایز، دو ایم این ایز اور ایک سینیٹر منتخب ہوا ہے اور نمائندگی بھی اچھی خاصی ہے۔اور مَیں اِس کی حمایت کرتا ہوں۔لیکن کچھ باتیں ضرور مَیں عرض کرنا چاہوں گا۔وہ یہ ہیں کہ ہم گورننس، پبلک سروس ڈیلیوری

اور میونسپل سروسز کو آپس میں مکس کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : مجید بادینی صاحب! order in the house پلیز آپ لوگ خاموش ہو جائیں decorum کا خیال رکھیں۔ دیکھیں! یہ ہاؤس ہمارا اور آپ سب کا ہے اِس کا خیال رکھنا اِس کے decorum کا خیال رکھنا ہم سب پر فرض ہے۔ یہ ایسے نہیں چلے گا اس طرح مَیں تمام منسٹر صاحبان سے، ایم پی ایز سے گزارش کرتا ہوں کہ اِس ہاؤس میں ہمیں رول ماڈل ہونا چاہیے، بجائے یہ کہ کوئی باہر کا بندہ دیکھے کہ یہاں discipline or loose disciplineایک معزز رکن منسٹر بات کر رہے ہیں ہمیں سننا چاہیے پھر دیکھنا چاہیے کہ اِس اسمبلی کا decorum کیسے قائم رکھ سکتے ہیں.thank you.جی منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! جس طرح آپ اسمبلی چلا رہے ہیں تو ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی موقع دے تاکہ اسی طرح نظم ونسق کو برقرار رکھیں۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ خوش نہیں ہیں رحمت بلوچ اگر اسپیکر بن جائیں؟

جناب چیئرمین: سر! بس آپ اپنے لئے بھی دُعا کریں .thank you

وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات : جناب چیئرمین صاحب! good governance کو definitely administrative جو units ہیں وہ سپورٹ کرتے ہیں۔ لیکن اُس میں good governance کے 100% کردار administrative unit کا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : جی جی۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات : تو اِن چیزوں کو بھی ہمیں مدنظر رکھنا چاہیے ۔ اور چونکہ ڈسٹرکٹ کیچ administratively اور آبادی کے لحاظ سے دونوں طرح وہ requirements پورا کر رہا ہے۔ اُس کو ہونا چاہیے لیکن اگر اِسکا ہم بالکل ایک پینڈورا بکس کھول دیں گے۔ تو میرا خیال ہے اِس کا اختتام 51 ڈسٹرکٹس پر ہی جا کر ختم ہو جائے گا۔ تو ہمیں پولیٹیکل انٹریسٹ ایک سائیڈ پر رکھ کر پبلک مینجمنٹ، پبلک سروس ڈیلیوری، ایڈمنسٹریٹو مینجمنٹ اینڈ گڈ گورننس کی بنیاد بنا کر مزید ڈسٹرکٹس بنانے چاہئیں۔

جناب چیئرمین : جی جی.thank you .جی میر عاصم کرد گیلو صاحب۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر محکمہ مال): .thank you جناب چیئرمین صاحب! سب پہلے اپنے معزز مہمان کھیتران صاحب اور غیبزئی صاحب جو تشریف لائے ہیں سابق ہمارے منسٹر اور سینیٹر صاحب، سب کی طرف سے اور اپنی طرف سے، اسمبلی کی طرف سے اِن کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب چیئر مین : thank you. آپ چیئر کو ایڈریس کریں۔

وزیر محکمہ مال: جناب چیئر مین صاحب! جیسے کہ ہمارا دوستوں نے قرارداد پیش کی ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم اِسکی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ مثلاً اس کے ساتھ ساتھ ہی جو ہمارے دوسرے دوست وغیرہ جو کہہ رہے ہیں اُن کے حلقوں میں بھی یہ ضرورت ہے، سب سے پہلے مَیں اپنے حلقے کا ذکر کروں گا ہمارے پہلے دو حلقے تھے۔ بھاگ، سنی اور کٹھن، یہ ساری تحصیلیں، پہلے بھی مَیں نے سی ایم صاحب سے بات کی تھی اگر انکو ایک حلقہ ڈسٹرکٹ قرار دیا جائے تو سب سے بہتر ہے۔ جو اُس کا mechanism ہے اُسکے مطابق اُسکے ڈاکومینٹس تیار کر کے مَیں نے دیئے ہیں۔ جیسے ہماری ایک تحصیل جلال خان ابھی تک تو نہیں بنی ہے اُسکی بھی میں نے سی ایم صاحب سے خواہش ظاہر کی ہے کیونکہ اُس علاقے کے لوگوں کا دیرینہ مطالبہ ہے کہ ہمیں تحصیل اور ڈسٹرکٹ دیئے جائیں۔ اِس کے لئے بھی ہم ابھی بورڈ آف ریونیو میں ڈاکومینٹس بنا رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی جی۔

وزیر محکمہ مال: چیئر مین صاحب! اِسی طرح سے کمیٹی ہونی چاہیے کہ جہاں جہاں ڈسٹرکٹس یا تحصیلوں کی ضرورت ہے سی ایم صاحب اُس پر initiate لیں اور اُن تحصیلوں کو ڈسٹرکٹس بنایا جائے۔ میرا یہ کہنا ہے ہمیں لوگوں کے دکھ اور درد کا معلوم ہے ابھی جیسے ہمارا بھاگ ہے۔

جناب چیئر مین : عاصم صاحب! آپ تو کیبنٹ میں ہیں، آپ کو تو وہیں پر بات کرنی چاہیے۔

وزیر محکمہ مال: جی ہاں ہم نے یہ کہا کہ اگر یہ ساروں کو کر رہے ہیں تو اُس کو بھی بنایا جائے۔

جناب چیئر مین: جی جی۔

وزیر محکمہ مال: جی ہاں اُس کے لئے ہم نے ڈاکومینٹس وغیرہ تیار کیے ہیں۔

جناب چیئر مین : جی ہاں. thank you سر! آپ کے پوائنٹس آ گئے ہیں۔ جی مجید بادینی صاحب۔

انجینئر عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئر مین صاحب! شکریہ جو ابھی قرارداد ہماری بہن مینا مجید صاحبہ، ہمارے بھائی اصغر رند صاحب اور ہمارا بھائی برکت رند صاحب نے جو پیش کی ہے، سر! مَیں اپنی اور اپنی پارٹی جماعت اسلامی کی طرف سے اِس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور یہ بہت ضروری ہے بلوچستان میں بہت سارے ایسے ڈسٹرکٹس ہیں۔

جناب چیئر مین : ایک دفعہ ہم آپ کے امیر کو سنتے ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ چلیں آپ نے حمایت کر دی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق: سر! ہمارے امیر بھی انشاء اللہ اِس طرح کی چیزوں

کو، جماعت اسلامی ہمیشہ appreciate کرتی ہے جس سے عوام کو فائدے ہو اور عوام کے مسائل حل ہوں۔

جناب چیئر مین : یہ امیر کی فراخدلی ہے ناں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق: سر! گزارش یہ ہے کہ مَیں نے بھی ایک قرارداد پچھلے سال پیش کی تھی وہ بھاری اکثریت سے منظور بھی ہوئی تھی لیکن بدقسمتی سے ابھی تک ہماری تحصیل کا کوئی نوٹیفکیشن نہیں ہوا ہے، جعفر آباد واحد ڈسٹرکٹ واحد تحصیل، تحصیل بھی ایک ہے ڈسٹرکٹ بھی ایک ہے۔ جعفر آباد تحصیل ضلع ایک ہے۔ تو اسی لئے مَیں نے گزارش کی تھی کہ حفیظ آباد کے نام سے ہمیں ایک نئی تحصیل دی جائے، یہ قرارداد بھی پچھلے سال منظور ہو چکی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئر مین : thank you. آپ اِس کو کیبنٹ میں raise کریں۔ جی مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب! آپ اسی قرارداد پر بات کریں گے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی، جی۔ بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ مَیں بھی، جو ہمارے اصغر صاحب، برکت رند صاحب اور مینا مجید صاحبہ، مینا مجید صاحبہ تو ہر وقت مذمت کرتی ہیں لیکن مَیں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں جو وہاں ہمارے تمپ کے اُس طرف کے علاقوں کی ضرورت ہے۔ جو اصغر ترین صاحب نے بات کی، بنیادی بات یہی تھی کہ سیاسی بنیادوں پر یا اقتدار کی بنیاد پر صرف ڈسٹرکٹ ہی نہیں آپ لوکل گورنمنٹ کو دیکھیں، لوکل گورنمنٹ، کارپوریشن کس کو بنانا ہے میونسپل کمیٹی کس کو بنانا ہے کس علاقے کو بنانا ہے، ایسے ریوڑی کی طرح بانٹتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ بھی ریوڑی کی طرح بانٹتے اور کارپوریشن بھی ریوڑی کی طرح بانٹتے ہیں اور یہ میونسپل کمیٹی بھی ریوڑی کی طرح، یہ بھی حقائق کی بنیاد پر، جو جس علاقے کی ضرورت ہے مستحق عوام کو دیا جائے جس پارٹی کا ہے جس علاقے کا ہے، کوئی پشتون، بلوچ کی بات ہی نہیں ہے۔ اِس میں قومیت کو نہ لایا جائے بلوچستان کے جس علاقے کو ڈسٹرکٹ کی ضرورت ہے اُس کو بنایا جائے کارپوریشن بن جائے جیسا گوادر ہے گوادر پورٹ سرمائی دارالحکومت بنا تھا جناب چیئر مین! گوادر کے ساتھ کتنی زیادتی ہے سرمائی دارالحکومت تو بنایا تھا لیکن کارپوریشن کی توفیق کسی حکومت کو نہیں ہوئی اب بی آر سی ہے گوادر۔۔۔

جناب چیئر مین: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: چائنا وہاں موجود ہے۔ اِتنی زیادتی گوادر کے ساتھ۔ ابھی اور ماڑہ کے لوگ گوادر، اور ماڑہ ساڑھے تین سو کلومیٹر ہے۔ تو مَیں انشاءاللہ ضلع گوادر کو دو ڈسٹرکٹس۔۔۔

جناب چیئر مین: تو آپ کہتے ہیں کہ آپ کے حساب سے گوادر کو دو ضلع کریں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آئندہ ضلع گوادر کو دو ڈسٹرکٹس میں۔ ضلع گوادر کو۔۔۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! آپ کا کیا خیال ہے گوادر کو کارپوریشن کی بجائے دوضلعوں میں تقسیم کیا جائے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: کوئٹہ کے بعد میٹرو کارپوریشن گوادر کو بنایا جائے۔

جناب چیئرمین: اچھا اچھا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سر! جب یہ سرمائی دارالحکومت گوادر ہوسکتا ہے، گوادر کارپوریشن نہیں ہوسکتا اتنی زیادتی گوادر کے عوام کے ساتھ؟

جناب چیئرمین: جی جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اب ادھر سرمائی دارالحکومت۔ وہاں سیکرٹریٹ آپ نے بنایا ہے دوسرا سیکرٹریٹ آپ نے گوادر میں بنایا ہے۔ آپ کا صوبائی اسمبلی کا اجلاس وہاں ہوگا۔

جناب چیئرمین: جناب! اسی ایجنڈے پر آجائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سر! مَیں کہہ رہا ہوں مَیں بھی لاؤں گا کہ گوادر کو بھی دو ڈسٹرکٹس بنایا جائے گوادر میونسپل کمیٹی کی تو آرہی ہے یہ کارپوریشن بنانے کی قرارداد جمع ہے توجہ دلاؤ نوٹس وہ بھی ہے۔

جناب چیئرمین: جی thank you۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: لیکن یہ وہی ہے پھر دہراتا ہوں یہ سیاسی بنیاد پر نہ ہوں۔ اور تمپ کے عوام کا حق ہے، پشین کے عوام کا حق ہے، کوئٹہ کا بھی حق ہے، ہر جگہ اور ضلع گوادر کو دو حصوں میں دو ضلعے بنائے جائیں یہ بھی ہم لائیں گے

جناب چیئرمین: جی thank you اب جن دوستوں نے بات کی، زمرک خان اچکزئی صاحب، اصغر ترین صاحب، ملک نعیم بازئی صاحب، مجید بادینی صاحب اور مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب۔ آپ لوگوں نے facts پر بات کی ہے، دیکھیں! صوبے کو بڑے انتظامی ڈھانچوں کا ایشو اور مشکلات ہیں۔ لیکن یہ جو آپ لوگوں کے مطالبے ہیں میرے خیال میں اس کو فریش ایک نئی قرارداد کی شکل میں آپ لوگ لاسکتے ہیں۔ تو لہٰذا اِس قرارداد کو as it is مَیں ووٹنگ کے لیے پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 23 کو منظور کیا جائے؟

جناب چیئرمین: مشترکہ قرارداد نمبر 23 منظور ہوئی۔ اب مَیں ایک اہم ایجنڈے پر، اُس کی ایک special approval اسمبلی سے لیں گے۔ کوئی رکن اسمبلی اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 63 پیش کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب چیئرپرسن! مَیں اصغر علی ترین، رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں کہ ذیل مشترکہ قرارداد نمبر 63 پیش کرنے کی بابت قاعدہ نمبر (1)103 کے لوازمات کو معطل کیا جائے۔ مشترکہ قرارداد

نمبر 63 منجانب۔۔۔

جناب چیئرمین: اصغرعلی ترین صاحب! مَیں رائے لے لوں پھر آپ پیش کریں۔ پھر آپ کو اجازت دیں گے۔ آپ نے تحریک پیش کی ہے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش ہوئی۔

جناب چیئرمین: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب چیئرمین: تحریک منظور ہوئی۔ لٰہذا محرکین میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 63 پیش کریں۔

میر یونس عزیز زہری قائد حزب اختلاف، میر رحمت صالح بلوچ، انجینئر زمرک خان اچکزئی، مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ، میر جہانزیب مینگل صاحب، جناب خیر جان بلوچ صاحب، میر غلام دستگیر بادینی، جناب اصغرعلی ترین، جناب فضل قادر مندوخیل، اراکین بلوچستان صوبائی اسمبلی۔

جناب اصغرعلی ترین: **قرارداد نمبر 63۔** ہرگاہ کہ حال ہی میں بلوچستان صوبائی اسمبلی میں پہلی دفعہ بلوچستان مائنز اینڈ منرلز ایکٹ اسمبلی میں پاس ہوا۔ جس پر کئی سیاسی جماعتوں کے اعتراضات اور خدشات سامنے آئے۔ جن کو مدنظر رکھ کر یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بلوچستان مائنز اینڈ منرلز ایکٹ کا از سرنو جائزہ لیا جائے اور اس بابت تمام خدشات دُور کیے جائیں۔

جناب چیئرمین: مشترکہ قرارداد نمبر 63 پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد نمب کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب اصغرعلی ترین: جی جناب چیئر پرسن! مَیں دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: زمرک خان صاحب! آپ نے پیش کی ہے آپ بولیں زمرک خان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغرعلی ترین: میں تھوڑا بیان کروں پھر زمرک خان صاحب بات کرلیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ہاں میں کرلیتا ہوں آپ نے پیش کی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ دونوں فیصلہ کریں آپ نے پیش کیا، ان کو بولنے دیں پھر آپ بولیں۔ جی زمرک خان اچکزئی صاحب!

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ہم لوگ جب مشترکہ قرارداد پیش کرتے ہیں، اِس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جو پیش کرتے ہیں، پھر ہمارے جو، سینئر ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، جتنے بھی ہمارے یہاں سینئر ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں پھر انکو بات

کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

جناب چیئر مین: جی جی آپ کو موقع دے دیا ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: کیونکہ اصغر صاحب نے قرارداد پیش کی ہے، یہ قرارداد بہت لازمی تھی اِس پر ہم نے بہت بڑی بیٹھک کی ہے۔ اِس پر بہت سی پارٹیوں نے اعتراضات کیئے تھے۔ جو قرارداد مارچ میں پیش ہوئی تھی۔ یہ تو سی ایم صاحب کی مہربانی ہے کہ اُنہوں نے ہمارے ساتھ، جن لوگوں کے اعتراضات تھے اُن کا ساتھ دیا اور اُن کو ایک پیشکش کی کہ آپ آپس میں بیٹھ جائیں۔ حقیقت میں یہ قرارداد مائنز اینڈ منرلز پورے پاکستان میں اس پر ایک متنازعہ بحث بن گئی۔ آپ نے دیکھا کہ بلوچستان میں لوگ ہائی کورٹ، سیشن کورٹ تک جتنی بھی ہماری عدلیہ تک وہاں تک پارٹیاں بھی پہنچ گئیں اور ذاتی طور پر بھی ہماری بہت سی لیڈرشپس وہاں تک پہنچ گئیں کہ اس میں بہت بڑے خدشات ہیں، ہمارے اعتراضات ہیں۔ کیا اٹھارہویں ترمیم جو سب سے بڑے صوبوں کے لیے ایک اہمیت رکھتی ہے۔ جس میں عوام کو وہاں کے صوبے کے عوام کو اختیارات دیے گئے کہ وہ اپنی قانون سازی بھی کر سکیں۔

جناب چیئر مین: جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: وہ اپنے حقوق کی بات بھی کر سکیں اور جو concurrent list تھی اُن کو ایک حد تک ختم کر کے اختیارات صوبے کے حوالے کر دیئے گئے۔ اُس کے بعد جب یہ ایکٹ آیا، اُس ایکٹ پر ہم نے تفصیلی بات چیت کی۔ بات چیت کے بعد یہاں جو قرارداد پیش ہوئی اُس کو کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا۔ سی ایم ہاؤس میں بھی ایک صاحب نے کہا کہ کمیٹی کے باوجود ہم ایک دفعہ چیف منسٹر ہاؤس میں بیٹھتے ہیں اور تمام اسٹیک ہولڈرز جتنے بھی ہیں اُن سب کو بلاتے ہیں اور اِن سے تجاویز لیتے ہیں کہ جی مائنز اینڈ منرلز ایکٹ کو کس طرح بنایا جائے۔ ہم سب بیٹھے ہوئے تھے تمام پارٹیاں باہر سے ہوں چاہے اندر سے ہوں، چاہے اِن کی یہاں نمائندگی ہو نہ ہو، چیف منسٹر ہاؤس میں ہم بیٹھ گئے، ہم نے کچھ تجاویز دیں، اُس میں مائنز اونرز بھی آئے جو اُن کو ہم سمجھتے تھے کہ وہ بہترین طریقے سے تجاویز بھی دے سکتے ہیں اور ایک بہترین قانون سازی ہم صوبے کے عوام کے لئے کر سکتے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: تجاویز مل گئیں، اُس کے بعد بھی چیف منسٹر صاحب سے ہم نے مطالبہ کیا کہ آپ اِس کو پھر بھی کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ پھر اِس کو کمیٹی کے حوالے کیا گیا۔ کمیٹی کو چیئر کیا زاہد صاحب نے۔ وہی تجاویز زاہد صاحب کی سربراہی میں جو خدشات تھے اُنہوں نے پیش کیے وہاں دے دیے۔ لیکن بعد میں جب اسمبلی میں پیش ہوا تو پھر بھی اِس پر اعتراضات اُٹھ گئے کہ جی وہ جو شکایت تھیں۔ یا جو ایکٹس میں ہم تبدیلی چاہتے تھے شاید وہ مس ہو گئی

ہیں یا نہیں آئے۔ تو اس کی بنیاد پر پھر ساری پارٹیاں اکٹھی ہوئیں، سب، باہر سے جتنے ہمارے یہاں کے اسٹیک ہولڈرز ہیں، اُنہوں نے پھر ایک احتجاج شروع کیا، احتجاج کی صورت میں یہ ہوا کہ جی یہاں ہمارے ایکٹ میں مداخلت ہوئی ہے جو فیڈرل کی طرف سے یا صوبائی خودمختاری کو پامال کیا گیا ہے۔ تو پھر سی ایم صاحب سے بات ہوئی، انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اپنی تجاویز پیش کرلیں اپنے طریقے سے اس کو واپس کرلیں۔ پھر یہاں ہمارے اپوزیشن لیڈر یونس زہری صاحب کی سربراہی میں تمام پارٹیوں کو مدعو کیا گیا۔ تمام اُن لیڈرشپ کو جن کو اِن چیز پر اعتراضات تھے اُن کو مدعو کیا گیا، تمام ہمارے جو یہاں ایم پی ایز تھے جن کے خدشات تھے اُن کو یہاں اسمبلی جو ہماری اور آپ کی کمیٹی رُوم ہے آپ بھی تھے اُس میں۔

جناب چیئر مین: جی جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: آپ سب نے مل کے اس کو ایک شکل دی کہ جی ہمارے وہ خدشات اِس کو از سرِ نو اِسکا جائزہ لیا جائے اور اُس کی بنیاد پر ہمیں یہ موقع دیا جائے کہ آیا بلوچستان کے عوام کے حقوق کو پامال تو نہیں کیا جارہا ہے؟ ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ قانون سازی نہ ہو، اسمبلی کا کام یہی ہے، ہمارے ایم پی ایز یا ہمارے جو یہاں ہمارے معزز ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں، ہم قانون سازی کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ قانون سازی جو بہترین سے بہترین طریقے سے ہم عوام کو ڈیلیور کرسکیں یہی ہمارا کام ہے۔ لیکن اُس میں یہ ہے کہ ٹھیک اپوزیشن یہاں بیٹھی ہوئی ہے اپوزیشن کا یہی کردار ہے کہ۔۔۔

جناب چیئر مین: عمر صاحب! آپ اسمبلی اجلاس کے دوران موبائل یوز نہ کریں بہتر ہے ڈیکورم کا خیال رکھیں پلیز۔ جی زمرک صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب چیئر مین صاحب! کام یہی ہے اپوزیشن کی کہ وہ تنقید کریں لیکن تنقید وہ برائے تعمیر کرتے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: وہ ٹریژری بنچز کے ساتھ مِل کے ہمیں ایسی چیز لائیں جو کہ عوام کو قابل قبول ہو۔ تو اس بنیاد پر پھر آپس میں ہم جتنے بھی اپوزیشن یا پھر ٹریژری بنچز والے ہیں سب سے ہم نے رابطہ کرکے آپ لوگوں کی مشاورت سے ہماری جتنی پارٹیاں، بیٹھ کے ہم نے یہ قرارداد پیش کی حقیقت میں یہ قرارداد اہمیت رکھتی ہے۔ اس کو ایسا نارمل نہ لیا جائے اس کو بہت سیریس لیا جائے۔ بہت سے ایسے ہیں کہ ہمارے ایسے قانون سازی ہوئی ہے جس پر عوام کو، جس میں پارٹیز کو، جس میں یہاں اسٹیک ہولڈرز کو اعتراض ہوتا ہے۔ تو حقیقت میں مَیں یہ نہیں کہتا ہوں کہ آج

چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یا ہمارے ٹریژریز کے جتنے بھی دوست بیٹھے ہوئے ہیں اُنہوں نے ہمیشہ اس چیز پر ہمارے ساتھ دیا ہے حالانکہ ہم پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں۔ہم ساتھ رہے ہیں۔ہم نے 2010ء سے لے کے جو اٹھارہویں ترمیم پیش ہوئی تھی صدر زرداری صاحب کی قیادت میں،عوامی نیشنل پارٹی اُس وقت سے اِن کے ساتھ رہی ہے، ہمیشہ ہم یہی کوشش کرتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے ساتھ رہیں۔اُنہوں نے ہم پر احسانات کیے ہیں۔ہم اُن کے ساتھ مِل کے چلے ہیں تو اس طرح چیف منسٹر صاحب کی سربراہی میں ہمیشہ انہوں نے ہمیں انکار تو نہیں کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ بہترین سے بہترین طریقہ ہو ہم ساتھ دیں گے۔اُس بنیاد پر یہ قرارداد بنی اور اس قرارداد میں ہم یہی مطالبہ ان سے کرتے ہیں چیف منسٹر صاحب سے تمام ٹریژری بنچز سے، کہ اس مائنز اینڈ منرلز کو از سرنو جائزہ لیا جائے اور اس کو جو طریقہ کار اسمبلی کا۔۔۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ایک دفعہ یہ کمیٹی کے پاس گیا ہے،تو آیا یہ دوبارہ کمیٹی کو ڈائریکٹ آپ ڈیفر کر سکتے ہیں یا اِس کو تھرو کیبنٹ کر سکتے ہیں، جو بھی طریقہ ہو، ہماری تجویز یہی ہے کہ پھر اس کو واپس وہاں لے جائیں اور پھر ٹریژری بنچز اور اپوزیشن ہمارے باہر کے اسٹیک ہولڈرز ہیں ہم آپس میں مل کے بیٹھ جائیں، ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہم فیڈرل کو بائی پاس کرتے ہیں لیکن فیڈرل کو یہ چاہیے کہ بلوچستان کے عوام کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے ہم ہمیشہ جب ساحل ووسائل کی بات کرتے ہیں وہ اسی بنیاد پر کرتے ہیں۔ہم خدانخواستہ اس ملک کے خلاف تو نہیں ہیں۔لیکن یہاں عوام کے حقوق کے تحفظ ہماری ذمہ داری ہے۔ہمیں جب ووٹ ملتے ہیں، اِس بنیاد پر ملتے ہیں کہ ہم اپنے حلقے کی پہلے اور پھر صوبے کے حقوق کے خیال رکھنے کے لیے اپنے کردار ادا کریں۔اس کردار کی بنیاد پر آج ہم سب کو مل کے اسکو از سرنو جائزے کے لیے کمیٹی کے حوالے کرلیں اور اُس کمیٹی میں پھر ایک ایسی کمیٹی بن جائے جو باہر اِس پارلیمان کا حصہ نہیں ہیں، اُن کو بھی بلایا جائے۔اُن اسٹیک ہولڈرز کو بھی بلایا جائے۔اُن کے Mines Owners چاہے وہ بڑے ہوں، چاہے وہ چھوٹے ہوں، جہاں ایسا ہے کہ بڑے چھوٹے میں یہ فرق رکھا گیا ہے کہ چھوٹے Mines Owners جو ہیں اُن کے حقوق کو پامال کرنے کی کوشش کی ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک ایسی قانون سازی ہو جائے کہ ایک تاریخی مثال ہو جائے اسمبلی میں جو قرارداد پیش ہوئی یہ ٹریژری میں، سی ایم صاحب کی سربراہی میں اور ہمارا یہ جو اپوزیشن لیڈر ہے اُن کی سربراہی میں ایک ایسی مشترکہ قرارداد پیش ہو جائے جس میں جو خدشات ہیں ان کو دُور کیا جائے اور اس خدشات کی بنیاد پر ہم دوبارہ اس ایکٹ کو اسمبلی میں لایا جائے۔شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: Thank you۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ڈاکٹر صاحب۔ دیکھیں! میرے خیال میں بہت اہم قرارداد ہے۔ میَں on behalf of this chair۔میَں appreciate کرتا ہوں۔ چیف منسٹر کو جس نے صوبے کے تمام سیاسی جماعت بشمول اپوزیشن کے اراکین نے جس دن اِس مسئلے کو raise کیا تھا فلور پر اُس نے اِس مسئلے کو serious لیکر باقاعدہ میڈیا کے سامنے اعلان کر دیا۔ میَں یہی اُمید رکھوں گا کہ ٹریژری اور اپوزیشن بنچز، بلوچستان کے عوام کی اُمنگوں کے مطابق اُن کو یہ یقین دلائیں گے کہ ہم آپ کے محافظ ہیں اور ہم آپ کے نجات دہندہ ہیں، بجائے کہ کوئی ہمیں قبضہ گیر یا دوسرے الفاظ سے پُکاریں اور وہ ایسے بل اور ایسی قانون سازی سے خطرات محسوس کریں بلکہ میَں سمجھتا ہوں کہ اِس طرح کے قانون سازی اُن تمام وسائل کو لوگوں کی جائیداد کو محفوظ رکھنے کیلئے کی جاتی ہے۔ Thank you۔ جی ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ جی! میَں سی ایم صاحب کا مشکور ہوں کہ اُس نے یہ ریمارکس پاس کیے ہیں۔ میَں کچھ clarification کرنا چاہتا ہوں سی ایم صاحب اور اس پارلیمنٹ کی خاطر۔ دیکھیں! جب مائن اور منرلز ہیں، یہ 18 ہویں ترمیم سے پہلے صوبوں کا تھا۔ 18 ہویں ترمیم میں کنکرنٹ لسٹ میں تھا، نہ فیڈرل لیجیسلیٹو لسٹ میں تھا۔ یہ automatically صوبوں کا تھا۔ جیسے بلوچستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی نے BHP سے کیا۔ یہ 18 ہویں ترمیم سے پہلے کا تھا یہ ریکوڈک اور یہ دوسری چیزیں۔ اِس میں میرے خیال میں ہمیں پہلی دفعہ ہمیں ندامت محسوس ہو رہی ہے، کم از کم مجھے، بحیثیت نیشنل پارٹی کہ ہم نے ساحل و وسائل کی، دیکھیں! ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمارے پاس یہی وسائل ہیں۔ جس دن یہ وسائل ختم ہوگئے، ہمارے پاس اپنی ریونیو نہیں ہے۔ اِس پر بھی میں سی ایم صاحب سے ریکوئسٹ کروں گا کہ آئندہ بجٹ کیلئے آج آپ تیاری کریں کہ بلوچستان کی یہ ریونیو کو آپ کس طرح بڑھائیں گے ہم کب تک divisible pool پر زندہ رہیں گے۔ we must do something. اِس پر خطرناک بات یہ ہے کہ کنکرنٹ لسٹ میں سی ایم صاحب! ایک چیز تھی .The Strategical Minerals وہ فیڈرل گورنمنٹ کی تھی۔ وہ کیا تھا یورینیم تھا۔ اَب اِس بل میں تو، میں بدقسمتی سے اُس دن میں یہاں نہیں تھا۔ لیکن تین بڑی خطرناک چیزیں ہیں۔ اِس کا ظہور صاحب نے جیسے کہا، یہ ہم میں سے کوئی بھی mines owners نہیں ہیں۔ نہ ہم نے کبھی کوشش کی ہے۔ لیکن تین چیزیں بڑی خطرناک ہیں نمبر 1 پہلے صرف strategical minerals تھا یورینیم۔ اَب جو Rare-Earth ہے اَب Rare-Earth کا تعین فیڈرل گورنمنٹ کرے گی۔ کل اگر فیڈرل گورنمنٹ نے کہا کہ کوئلہ بھی Rare-Earth ہے۔ تو .You have no authority on it اِس بل کے مطابق۔

دوسری بات جو important ہے، وہ یہ ہے کہ 50 کروڑ سے زیادہ جو مائنز ہوں گے، الاٹ ہوں گے، اُس کا فیصلہ بلوچستان کے فیصلے فیڈرل گورنمنٹ وہ over کریں گے۔ اَب ہم نے اربوں روپے کی ،ابھی ریکوڈک ہوا تھا۔ ریکوڈک کو سی ایم نے کیا، کیوں فیڈرل گورنمنٹ نے نہیں کیا؟ صحیح کیا، غلط کیا، بس بلوچستان کی حکومت نے کی۔ میَں نے تینوں وہ اِجلاس ہو چکے تھے، ریکوڈک، پی پی ایل نہیں اپنا دوسرا سینڈک، تو مجھے کہا کہ یہ Sign کرو۔ میَں نے Sign نہیں کی۔ میَں نے کہا اِس کی آپ کو Value بڑھانی پڑے گی۔ آپ کو ابھی بلوچستان میں سینڈک میں 50% دو گے تب میں Sign کروں گا۔ تو میَں سمجھتا ہوں ایک اور، پہلے الاٹمنٹ کمیٹی ٹوٹلی بلوچستان کی ہوتی ہے۔ اَب اِس میں دو فیڈرل کے بھی ڈالے ہیں 11 میں سے 2۔ تو میَں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کے اثاثے ہیں۔ سی ایم صاحب سے میری گزارش ہے کہ کبھی کبھار غلطیاں ہوتی ہیں۔ ہم اپنے ہاتھ پاؤں باندھ کے، ہم آج ہیں کل نہیں ہیں۔ سر! ابھی میَں آپ سے عرض کروں کہ نوشکی، چاغی، اپنا واشک، دوسو کلومیٹرز مین جنگلات کو الاٹ کی جا رہی ہے جو ریت ہے۔ پتہ نہیں اِس ریت میں کیا پڑا ہوا ہے؟ ٹوٹل آپ کا جو ایریا ہے وہ ریت کا چار سو کلومیٹر ہے۔ جس میں دوسو، اب وہاں پینے کیلئے پانی نہیں ہے، چاغی اور دالبندین میں وہاں جنگلات کیا لگائیں گے۔ ضرور وہاں کوئی منرلز ہیں۔ ضرور اُس کے نیچے کچھ چیزیں ہیں۔ تو میَں In good faith مجھے اِس پر کوئی، کیونکہ میَں پہلی دفعہ اپنی Legislation کے خلاف کورٹ میں گیا ہوں۔ کیونکہ مجھ پر پارٹی کا، عوام کا اِتنا پریشر تھا کہا گیا'' کہ آپ لوگ کیا اندھے تھے؟ آپ لوگوں نے اُس بِل کو نہیں پڑھا اور آپ لوگوں نے Sign کیا اِس کو'' تو میَں گزارش کرتا ہوں ہاؤس سے کہ اِس بِل کا از سرِنو جائزہ لیا جائے۔ جو بلوچستان کے، مطلب جہاں کہیں اُن کے Rights متاثر ہوئے ہیں، ہمیں بلوچستان کے اِس right کو protect کرنی ضرورت ہے اور میَں ایمانداری سے کہتا ہوں۔ again and again بلوچستان کی ریونیو کو اِس پارلیمنٹ نے بڑھانی ہے۔ اِس ریونیو کے ساتھ آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک جانب ہم مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہ ہو وہ ہو۔ اِن سب چیزوں کے لیے پیسے چاہئیں۔ تو اِسی قرارداد کو میَں سپورٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: Thank you۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اور سی ایم صاحب سے کہتا ہوں کہ ہمیں ایک اور موقع دیا جائے تاکہ اِس پر ہم قانونی discussion کرلیں۔ جو ملک کے، بلوچستان کے حق میں ہے ہم اُس کو آگے لے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: Thank you. جی قائد ایوان صاحب۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): شکریہ جناب اسپیکر! بہت تفصیل سے زمرک خان اچکزئی صاحب نے، ڈاکٹر عبدالمالک صاحب اور اصغر علی ترین صاحب نے اِس پر بات کی ہے۔ پہلے دن سے ہماری جو مخلوط حکومت ہے اُس

کا، ہماری لیڈر شپ کا، خاص طور پر چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب کی یہ directions ہیں، کوئی ایسے معاملات ہوں جو بلوچستان کے issues ہیں، ہمیشہ اُس پر consensus built کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اگر اپوزیشن کے دوستوں کو یاد ہو تو جب یہ بل آیا تھا تو اُسی طرح آیا تھا کہ فی الفور اِس کو زیر غور لایا جائے۔ ہم نے یہاں ایک میٹنگ کی۔ جس میں ہماری پیپلز پارٹی کے صادق عمرانی صاحب تھے، سلیم کھوسہ صاحب تھے، باقی اپوزیشن کے دوست تھے۔ اور ہم نے اُس کو کمیٹی میں بھیجا۔ اور کمیٹی میں بھیجنے کے بعد اُس کو جس طرح تفصیل بتائی زمرک خان نے، ہم نے سی ایم ہاؤس میں بھیجا۔ وہاں ہم نے شق wise اُس پر ایک ایک چیز پر ڈیبیٹ کی جس میں مائنز اینڈ منرلز کے جو نمائندے تھے جو ایسوسی ایشن تھی because اُن کا تجربہ آپ سے زیادہ تھا، وہ بھی اُس میں موجود تھے اور اِس طرح اِس کا ایک consensus built ہو۔ consensus built ہونے کے بعد Yes we all are human beings. کوئی غلطی بھی انسان سے ہوسکتی ہے، پڑھنے کی غلطی ہوسکتی ہے، سمجھنے کی غلطی ہوسکتی ہے۔ تو اُس کو politicise کیا گیا اور ہمارا جو کام ہے۔ جو provincial assembly کا کام ہے میں اکثر یہ کہتا ہوں کہ This is the supreme body. یہ Supreme Institution ہے۔ اِس institution کے جو فیصلے ہیں، وہ اُس کے فیصلے وہ سامنے والی بلڈنگ پر نہیں ہونے چاہیے۔ اِس کے فیصلے ہم نے کرنے ہیں۔ ہم سے غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ ہم اُس کی درستگی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا میں نے پھر اِس دفعہ Floor of the House پر یہ offer کی اپوزیشن کے دوستوں کو، اپوزیشن لیڈر کو باقی اپوزیشن کے دوستوں کو اور وہ دوست جو پارلیمنٹ میں نہیں ہیں۔ ایسی political parties ہیں جو پارلیمنٹ میں نہیں ہیں۔ تو اُن سے بھی یہ request کی کہ جی آپ آئیں اور آ کر اِس پر consensus built کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کوئی ایسی چیز جو ہوسکتی ہے کہ اِس پر آپ سمجھتے ہیں کہ مناسب نہیں ہے اُس کو ٹھیک کر لیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یا دلیل دے کے قائل ہو جائیں یا دلیل دے کر قائل کر لیں۔ اُس کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے اُن کو دعوت کی offer کی Honourable Opposition Leader جو اِس وقت نہیں شاید مدینہ مکہ گئے ہوئے ہیں عمرہ ادا کرنے کے لیے، اللہ اُن کی عبادات قبول فرمائے۔

جناب چیئرمین: آمین۔

جناب قائد ایوان: لیکن باقی اپوزیشن کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اللہ پاک سب کو نصیب فرمائے۔

جناب قائد ایوان: ہاں مَیں اُن کا، خاص کر کے آپ کو چونکہ بہت ضرورت ہے آپ کو وہاں جانے کی۔

جناب چیئرمین: انشاءاللہ۔

جناب قائد ایوان: تو اُس کے بعد اپوزیشن نے یہاں ایک provincial assembly میں، مَیں آنرایبل اسپیکر صاحب کا اور اسمبلی سیکرٹریٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے وہ environment اُنکی یہاں ایک debate ہوئی اور اُس debate کے بعد یہ طے ہوا کہ جی قرارداد آئے گی۔ ہمارے جوٹریژری بنچز کے دوست ہیں اُن کو بھی میں اعتماد میں لیتے ہوئے کہ اِسے دوبارہ آنا ہے اور اِس پر پھر بحث ہونی ہے پھر اِس پر in house discussions کریں گے۔ تو اِس قرارداد کو ایک تو مشترکہ قرارداد بنائی جائے پوری اسمبلی کی طرف سے۔ اور ہم بیٹھیں گے، قانون اُس کی کس طرح اجازت دیتا ہے؟ اسمبلی سیکرٹریٹ اُس پر ہمارا guidance کریگا اور آپ اُس پر رولنگ دیں گے۔ ہم دوبارہ اس کو اسمبلی میں لے کر آئیں گے۔ اور چونکہ ہم اِس کو بڑے short-span میں کرنا چاہتے ہیں کہ within a week or so, ten days or so. جو جدھر ہمارا consensus built ہوا، بہت اچھی بات ہے کہ اُس پر consensus built ہو جائے گا۔ جدھر ہمارا consensus built نہیں ہوا تو as a government یہ ہمارا right ہے کہ ہمارے پاس ممبرز ہیں جو اُس کی تعداد سے زیادہ ہیں، ہم اُس کو لے کر آئیں گے، اُس کو ہم پاس کرنے کی کوشش کریں گے۔ اوّل تو ہماری یہ کوشش ہوگی کہ پورے بلوچستان کا اِس پر consensus built ہو اور اُس consensus کے ذریعے یہ مائنز اینڈ منرلز ایکٹ وہ پاس ہونا چاہیے۔ تو لہٰذا میں اِس پر آنرایبل ممبرز جو بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے یہ ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ اِس کو مشترکہ قرارداد ہونا چاہیے۔ اور مشترکہ قرارداد میں اِسکو پاس کر کے پھر ہم سیکرٹری اسمبلی جو بیٹھے ہیں وہ ہمیں اِس کا قانونی طریقہ بتائیں گے کہ کس طریقے سے واپس لایا جا سکتا ہے۔ اِس پر عملدرآمد وہ already اپوزیشن نے مجھ سے ریکوئسٹ کی تھی، اُس پر عملدرآمد ہم already روک چکے ہیں ایک executive order کے ذریعے کہ اِس پر مزید عملدرآمد نہیں ہوگا۔ لیکن within ten, fifteen, twelve days ہم اِس پر consensus built کرنے کی کوشش کریں گے۔ جو دوست سی ایم ہاؤس آنا چاہے گا ہم اُس کو welcome کریں گے۔ یہی طریقہ کار ہوگا کہ ہم سی ایم ہاؤس میں بیٹھیں گے۔ اُس پر جو فیڈریشن کے ہمارے نمائندے ہوتے ہیں مائنز اینڈ منرلز کے وہ بھی آئیں، وہ اپنا input دیں، ہم اپنا input دیں جیسے for example کہ یہ جس کا ذکر ڈاکٹر صاحب نے کیا۔ گیارہ ممبرز تقریباً ہمارے ہیں، دو ممبرز اُس میں فیڈرل گورنمنٹ کے تھے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر اشوک صاحب! قائد ایوان بات کر رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ لوگ آپس میں بات کریں مہربانی کر کے اسمبلی کے احترام کا خیال رکھیں۔ you are the parliamentarians. you are member of this house.

جناب قائدایوان: اُس میں پھر یہ ہوگا کہ آپ سی ایم ہاؤس میں تشریف لانا چاہتے ہیں، آپ کہیں اور بیٹھنا چاہتے ہیں، اسمبلی میں بیٹھنا چاہتے ہیں، ہمارے دروازے ہر وقت کھلے ہیں، ہر اُس کام کے لیے، مثبت کام کے لیے کھلے ہوئے ہیں اپوزیشن کے ساتھ ہمیشہ ہم نے cooperation کی ہے اور ہماری جو شہید لیڈر تھیں اُن کا بڑا ایک مشہور قول تھا کہ In politics door of dialogues should be open always. تو In politics our doors are always open. تو ہم ہمیشہ ڈائیلاگ کو encourage کریں گے۔ ہماری اِس قرارداد کو پورے ہال کی طرف سے مشترکہ قرار دیا جائے۔ اور قانونی راستہ وہ بتائیں، جس پر بحث کرتے ہیں، اِس کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب چیئرمین: جی. thank you.

(خاموشی۔ عصر کی خوبصورت اذان ہال میں گونج اُٹھی)

جناب چیئرمین: قائدایوان کی یقین دہانی اور حمایت کے بعد بہت سارے ممبران بات کرنا چاہتے ہیں لیکن رولز اجازت نہیں دیتے کہ جب قائدایوان نے بات کی تو اُس کے بعد مناسب نہیں ہے کہ کوئی ممبر بات کرے۔ مَیں اِس کو ووٹنگ کے لیے put کرتا ہوں کہ آیا متفقہ بلکہ مشترکہ کی بجائے، متفقہ قرارداد نمبر 63 منظور کی جائے؟ ۔۔۔ (مداخلت) متفقہ مشترکہ تو متفقہ ہے، جب گورنمنٹ نے حمایت کی تو میرے خیال میں یہ متفقہ ہے۔ جی جی۔ آیا مشترکہ اور متفقہ قرارداد نمبر 63 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ اب تمام معزز اراکین سے گزارش ہے کہ جب کوئی بھی ممبر بات کررہا ہوتا ہے۔ دیکھیں! ہم لوگ، آپ لوگ اپنے تمام حلقوں کے face ہیں اور اُن کی آواز ہیں اور ایک وکیل کے طور پر اِس عدالت میں اپنے کیس کو پیش کرتے ہیں تو ہم سب کو متوجہ ہو کر سننا پڑیگا اور توجہ دیں کہ وہ ممبر کیا issue اُٹھا رہا ہے، اُس کے حلقے کے issue کیا ہیں اُسکی مشکلات کیا ہیں۔ لیکن بجائے کہ ہم اُن کو سنیں ہم آپس کی گفتگو اور آپس کی چہ مگوئیوں میں پڑے ہوتے ہیں اور خاص طور پر جب قائدایوان تقریر کررہے ہوتے ہیں تو اِس پر سب کو متوجہ ہونا چاہیے۔ بلکہ اسمبلی رول کے مطابق اسمبلی میں موبائل دیکھنا، use کرنا، چونگم چبانا، پانی کی بوتل لانا، یہ سخت منع ہے۔ اور ہم سب معزز رکن ہیں اِس ادارے کی ہمیں پابندی کرنی چاہیے اور آئندہ کے لیے، میں یہی امید کروں گا کہ ہم تمام ممبران اِس کی پابندی کریں گے۔ جی حاجی زاہد ریکی صاحب! جی please آپ بولیں آپ کو دو منٹ دیئے جاتے ہیں؟ سی ایم صاحب تو اُٹھ رہے ہیں آپ کس سے بات کریں گے۔

میر زابد علی ریکی: اگر سی ایم بیٹھ جائیں۔ یہ point of public importance ہے آپ نوٹ کریں۔

جناب چیئرمین: سر! آپ دو منٹ حاجی زاہد کو سنیں پلیز۔

میر زابدعلی ریکی: point of public importance پر ہوں سی ایم صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک فیڈرل کا کوئی پروجیکٹ چل رہا ہے ''دانش اسکول'' کے نام سے۔ مجھے جمعہ کے دن کسی فاضل دوست نے فون کیا اسلام آباد سے، کہتا ہے کہ واشک کا نام پہلے تھا ابھی کٹ گیا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے صحبت پور کا نام ہے مسئلہ نہیں ہے تربت کا نام ہے مجھے مسئلہ نہیں ہے، مجھے اعتراض نہیں ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے قائد ایوان صاحب! یہ واشک کا نام تھا یہ کیوں کٹ گیا؟ آخر واشک نے کیا گناہ کیا ہوا ہے سلیم صاحب! آپ ہیں ظہور صاحب ہیں کم از کم، مَیں نہیں کہتا ہوں پورے بلوچستان میں ہر ڈسٹرکٹ میں ''دانش اسکول'' ہونے چاہئیں اسی حوالے پر point of public importance پر جناب منسٹر ایجوکیشن صاحبہ، جناب قائد ایوان صاحب اِس کو ذرا دیکھ لیں۔

جناب چیئر مین: جی اب منسٹر ایجوکیشن بات کریں گی۔

میر زابدعلی ریکی: جی منسٹر ایجوکیشن بات کریں۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (وزیر محکمہ تعلیم): اچھا! ریکی صاحب آپ کی اجازت سے اسپیکر صاحب thank you یہ ابھی تو لسٹ میں بہت سے نام تھے جو approval ہوتے جاتے ہیں اور اُس کے بعد اُس کی لسٹ آتی ہے جو approval اُن کی ہوتی ہے۔ .so I will check it from the office کہ آپ کا شروع سے نام نہیں ڈالا یا آپ کا بعد میں نام نہیں آیا، کیونکہ یہ ایسے ہو رہا ہے کہ یہ لسٹیں جاتی ہیں ان کی approval ہوتی ہے پرائم منسٹر آفس سے اور جو بھی اُن کے جو اُن کا یونٹ بنا ہوا ہے پھر وہاں سے approve ہو کے آتی ہیں کیونکہ یہ فیڈرل پروجیکٹ ہے تو ہمیں پھر اُن کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ تو I will check from my office tomorrow and I will tell you.

جناب چیئر مین: .thank you میڈم! آپ اس چیز کو assure بنائیں کہ واشک جیسا پسماندہ علاقہ وہاں دانش اسکول کی ضرورت ہے یہ بلوچستان کے دیگر اضلاع میں ہیں آپ اُن کو assure کرا دیں کہ اگر لسٹ میں نام ہے، بہت سارے ایسے اضلاع ہیں اُن کو نہیں کاٹیں، as it is اُن کی approval دے دیں۔

وزیر محکمہ تعلیم: مَیں یہی کہہ رہی ہوں کہ مَیں اس کو چیک کر کے بتاؤں گی۔

میر زابدعلی ریکی: میڈم! جان بوجھ کے یہ کاٹا گیا ہے مَیں آپ کو یقین دہانی کراتا ہوں۔

جناب چیئر مین: حاجی زابد ریکی صاحب! رولنگ ہو گئی چیئر کی طرف سے آپ کے مسئلے پر انشاء اللہ میرے خیال میں اُس پر منسٹر صاحبہ توجہ دیں گی۔

جناب چیئرمین: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 2 اکتوبر 2025ء بوقت سہ پہر 03:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 5 بجکر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆